کیا نہیں اور غزنوی کارگہ حیات میں

بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہل حرم کے سومنات

(اقبالؔ)

ڈاکٹر مظفر حسن

نام کتاب : سومنات سے کعبہ تک
تحریر : ڈاکٹر مظفر حسن
صفحات : ۱۱۲
قیمت : ۸۰؍روپے
اشاعت : سنہ ۲۰۰۴ء
تعداد : ڈھائی سو
کمپوزنگ : اریوگراف کمپیوٹر، آریہ کمار روڈ، پٹنہ-۴
مطبوعہ : ارم پرنٹرس، دریاپور، پٹنہ-۴

ملنے کے پتے :

دربھنگہ- ۞ نوولٹی بکس، قلعہ گھاٹ، دربھنگہ
۞ ایم. ایچ. بک سنٹر، رحمٰن گنج، دربھنگہ
۞ ڈاکٹر مظفر حسن، نورالحسن لین، دربھنگہ
پٹنہ- ۞ ڈاکٹر سہیل احمد نیو عظیم آباد کالونی، پٹنہ-۶
۞ ارم پبلشنگ ھاؤس، دریاپور، پٹنہ-۴

SOMNATH SE KABAH TAK By Dr. Muzaffar Hassan

انتساب

حجاز کے نام

جہاں اب

قافلہ حجاز میں ایک حسینؓ بھی نہیں
گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات
(اقبالؔ)

SAUDI ARABIA

SAUDI ARABIA

ترتیب کتاب

(۱) گفتنی:

ایک تاثر

''سومنات سے کعبہ تک'' ڈاکٹر مظفر حسن صاحب کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب سفرنامہ بھی ہے اور مصنف کی یادداشتوں کا مجموعہ بھی۔ مصنف کتاب نے نہ صرف دمّام شہر کے مرکزی اسپتال میں اپنی ملازمت کے زمانے کے مشاہدات و تجربات بیان کیے ہیں بلکہ سعودی عرب کی مختصر تاریخ بھی بیان کی ہے۔ انہوں نے وہاں کا جغرافیہ بھی لکھا ہے، مسلمانوں کی بے حسی، کاہلی اور اسلامی تعلیمات سے ان کے بے اعتنائی پر تاسف و تردد کا اظہار بھی کیا ہے۔ ڈاکٹر مظفر حسن صاحب ایک معالج اور سائنس داں کا ذہن و دماغ رکھتے ہیں، اس لیے انہوں نے اپنے مخصوص نقطۂ نگاہ سے اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیا ہے۔ کتاب میں کئی مقامات پر وہ ہندوستان اور سعودی عربیہ کے حالات کا موازنہ کرتے ہیں۔ ان کے تقابلی مطالعے کا مقصد ہم ہندوستانیوں کی طبی پستی اور حفظانِ صحت کے اصولوں سے ہماری بے پروائی کو اجاگر کرنا ہے۔ صفائی اور صحت کی جانب سے بے پروائی، دراصل زندگی کی جانب سے بے پروائی کے مترادف ہے۔ اس لیے ڈاکٹر صاحب نے اس جانب بہ طور خاص ہماری توجہ مبذول کرائی ہے۔ سعودی حکومت کی طرف سے اعلیٰ ترین اور فوری طبی سہولیات فراہم کیے جانے کا حال بیان کیا ہے، تاکہ ہم کو اپنی حالت کا صحیح اندازہ ہو اور ہم صحت پر خصوصی توجہ دیں۔

اس کتاب میں مصنف کے سوانحی حالات بھی جستہ جستہ بیان ہوئے ہیں۔ مصنف نے ایک جگہ لکھا ہے: ''اللہ غریق رحمت کرے اُس وقت کے وزیر اعظم، بعد کے بادشاہ، شاہ فیصل کو جن کے حکم پر تمام مراحل طے ہوئے اور بتاریخ ۲۳/۴/۸۰ ہجری (۱۹۶۵ء) ریاض میں داخلہ ہوا......الدمام کے مرکزی اسپتال میں داخل ہوا''۔ مصنف نے لکھا ہے کہ نئے ملک میں ان کے لیے سب سے بڑا مسئلہ زبان کا تھا۔ عربی زبان سے ناواقفیت نے بعض اوقات شرمندگی کے سامان پیدا کیے، چند بار ہراساں ہونے کی نوبت آئی۔ لیکن محنت اور لگن کے نتیجے میں عربی زبان کا سمجھنا آسان ہو گیا، اردو کی واقفیت بھی کام آئی:

''مادری زبان اردو تھی، قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم تھی۔ دونوں نے مل کر عربی میں لکھے ہوئے سوالات کو پڑھنا آسان کر دیا۔ انگریزی کی تعلیم

نے پورا ترجمہ سمجھا دیا۔''

اس کتاب کے مقصد تحریر کو مصنف نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے: ''اس تحریر کا مقصد شکرِ الٰہی ہے اور گذشتہ کی یاد بھی''۔ اس کے علاوہ ایک اور مقصد بھی ان کے پیشِ نظر رہا ہے، وہ یہ کہ سعودی عرب اور وہاں کے باشندوں کے بارے میں مسلمانوں کو صحیح معلومات حاصل ہوں۔ عموماً غلط اطلاعات کی وجہ سے ہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ملکِ عرب صرف کنکر پتھر اور بالو کا ڈھیر ہے، وہاں کا موسم سخت ترین ہے اس لیے وہاں ہریالی مفقود ہے، وہاں قابل کاشت زمین نہیں ہے اور وہاں کے لوگ بہت کاہل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے کہ انہوں نے عربوں کو دھوپ میں کھڑے ہو کر کھیت میں کام کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ وہاں قابل کاشت قطعاتِ زمین بھی ہیں اور ہریالی بھی ہے۔ اُس ملک میں دریا نہیں ہونے کے باوجود پانی کے چشمے بے شمار ہیں اور میٹھے پانی کے چشمے وافر ہیں، سبزیاں کثیر مقدار میں اگائی جاتی ہیں اور گندم جو پہلے باہر کے ملکوں سے منگایا جاتا تھا اب اس کی پیداوار اتنی زیادہ ہوگئی ہے کہ ملک والوں کی کفالت ہونے لگی اور روس کو ہر سال ۴۰ لاکھ ٹن سے زیادہ گندم برآمد کیا جانے لگا۔ مصنف کا خیال ہے کہ سعودی عربیہ کی بنجر زمین، قلتِ آب اور ناموافق موسم اور آرام پسند عوام کا پروپگنڈا اسلام دشمنوں نے انہیں اپنی سیاسی اور اقتصادی غلامی میں گرفتار رکھنے کے لیے کیا تھا۔

ڈاکٹر مظفر حسن صاحب مذہبی انسان ہیں۔ انہوں نے اسلامی نقطۂ نگاہ سے اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیا ہے۔ اس کتاب میں مسلمانوں کی بے حسی اور دین سے بے التفاتی کا شکوہ بھی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے کہ مسلمان جب تک نبیِ مکرم ﷺ کی سنّت اور دعوت پر عمل کرتے رہے، وہ سرخ رو اور سر بلند اور باعزّت رہے۔ جب وہ رسول اللہ کی سنت کی طرف سے بے پروا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کے احساس و یقین سے محروم ہو گئے تو دنیا شر و فساد سے بھر گئی۔ اس صورتِ حال پر ڈاکٹر صاحب نے تاسف و ملال کا اظہار کیا ہے:

> ''ہمیں یقین ہے کہ تاریخِ اسلام پڑھنے والوں کی نظر سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ جب تک دعوتِ رسول ﷺ پر عمل کم و بیش ہوتا رہا ہے، امت کو محنت کا بدلہ ملتا رہا، لیکن امت کی نگاہ میں جب اپنی ذات، نسل برادری، زبان، وطن، رنگ، مقامی تمدن اہم ہو گئے، وہ سابق بات نہ رہی۔ اور

جب تک "دعوتِ رسول ﷺ" پر عمل رہا، امتِ محمد ﷺ سرخ رو رہی، حکمراں رہی، عدل و انصاف تقسیم کرتی رہی۔ حکومت کو الٰہی ذمہ داری اور حکومت کے حساب دینے کا یقین اور یہ خوف کہ آخر ایک دن حکمرانِ حقیقی کو حساب دینا ہے، تو بہت مختصر مدت میں زمین کے باشندوں نے دیکھا کہ اس کی زندگی محفوظ ہے...... آبرو، مال محفوظ ہے۔ اس کا سفر بے خطر ہے، اس کا پڑوس باعثِ رحمت ہے، اس کا تاجر صحیح مال دیتا ہے، اس کا معالج اس کا سچا خیر خواہ ہے، اس کے حکمراں کے خزانہ میں صرف عدل، انصاف ہے"

سعودی عربیہ کے شاہی خاندان سے متعلق بھی مصنف نے معلومات فراہم کی ہے۔ مصنفِ کتاب ابن سعود اور شاہ فیصل کے مداح ہیں۔ ان بزرگوں نے ملک کے ترقی اور خدمت کے ساتھ ساتھ ملتِ اسلامیہ کی مضبوطی اور استحکام کے جو کام کیے، وہ قابلِ ستائش ہیں۔ ان دو بادشاہوں کے برعکس سعود فضول خرچ تھے، ان کی وجہ سے ملک قرض کے بوجھ سے دب گیا تھا۔ شاہ فیصل نے اپنی جفاکشی، قابلیت اور ذہانت سے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا۔ ڈاکٹر مظفر حسن صاحب نے شاہ فیصل کی خوبیوں کی تعریف کی ہے۔

ایک جانب اعلیٰ انسانی قدروں کی مدح سرائی اور ترغیب ملتی ہے تو دوسری جانب منفی قدروں کی مذمت و ملامت بھی۔ غرور، ایک بڑی برائی ہے مولانا رومی نے اپنی مثنوی میں اِس نفسیاتی مرض کو قصص و حکایات کے ذریعہ نہایت دل پذیر انداز میں بیان کیا ہے اور اس سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے سعودی عربیہ کے تناظر میں وہاں کے مقامی باشندوں اور باہر کے ملازمین کے اندر پائے جانے والے اِس مرض کی تشخیص کی ہے:

"باہر والوں کا احساسِ برتری، چونکہ ان کے پاس علم ہے۔ وطن والوں کا احساسِ برتری چونکہ ان کے پاس دولت ہے۔ دونوں احساس میں تصادم کا سبب: دونوں طرف کی سوچ میں یہ عقیدہ یا خیال غائب تھا کہ علم یا دولت دونوں نعمتِ خداوندی ہے۔ دو نعمتیں دو جگہ ہیں تا کہ دونوں فریق ایک دوسرے کی ضرورت کو پورا کریں۔"

ڈاکٹر مظفر حسن صاحب نے سعودی عرب میں رہ کر وہاں کے لوگوں کے جسمانی

امراض کا معائنہ و معالجہ ہی نہیں کیا بلکہ انہوں نے وہاں لوگوں کے نفسیاتی و اخلاقی امراض کا اندازہ بھی کیا اور معاشرتی خرابیوں کا مشاہدہ بھی۔ وہاں کافی عمر ہو جانے پر مردوں کی شادی ہو پاتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ لڑکی کا باپ مہر کی کثیر رقم مقرر کرتا ہے ہمارے ملک ہندوستان میں لڑکے اور لڑکے والوں کا مطالبہ ہوتا ہے، وہاں سعودی عرب میں لڑکی اور اس کے والد کی طرف سے ایسی کڑی شرط رکھی جاتی ہے کہ شادی مشکل ہوگئی ہے۔ اس صورتِ حال کو واضح کرنے کے لیے ڈاکٹر صاحب نے راشد نام کے ایک سعودی کمپونڈر سے مکالمہ نقل کیا ہے:

''سوال: یا راشد سعودی لڑکی سے شادی کیوں نہیں کر لیتے؟

جواب: سعودی گدھی (حمارہ) کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ کہاں سے لاؤں۔ حسین مصری بہت کم قیمت میں لاؤں گا۔''

ہندوستان اور عرب کا موازنہ کرتے ہوئے ڈاکٹر مظفر حسن صاحب نے لکھا ہے کہ:

''یہ امّت ایک ہی مرض میں مبتلا ہے عرب میں لڑکے والے عتاب میں ہیں، ہندوستان میں لڑکی والے عتاب میں ہیں''۔

ایک حدیثِ رسول کا مفہوم ''پیشہ دنیا میں کوئی بھی ذلیل نہیں ہے شرط صرف یہ ہے کہ ''حرام نہ ہو'' نقل کرتے ہوئے مصنفِ کتاب نے عربوں کی اس سوچ کو بھی سامنے لانے کی کوشش کی ہے کہ وہ حجام اور درزی کے پیشوں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ یہ سوچ افراد و اقوام کی ترقی کے لیے مضر ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ایسے تمام پیشوں کو اختیار کرنے والوں کی ضرورت تو سماج کو بہر حال ہے، جبھی آسانی سے افرادِ معاشرہ کے مختلف کام ہو سکتے ہیں۔ پھر پیشے کی بنیاد پر کسی کو حقیر یا ذلیل سمجھنا غیر انسانی فعل ہے۔

بعض دل چسپ واقعات بھی نقل ہوئے ہیں جن سے عرب کے بدوؤں کی جہالت سامنے آتی ہے۔ اس طرح کا ایک واقعہ ڈاکٹر صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک بدو مریض ایمرجنسی کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی ہر طرح جانچ ہوئی۔ تھرما میٹر لگا، کان کا آلہ لگا، بلڈ پریشر ریکارڈ کیا گیا۔ وہ بھلا چنگا تھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ ہسپتال کے سپرنٹنڈنٹ کے ساتھ پھر آیا۔ سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹروں سے ناراض تھے کہ وہ لوگ مریض کی پوری طرح تسلی نہیں کرتے۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ ہر طرح کی ضروری جانچ ہوئی ہے تب انہوں نے مریض سے تصدیق چاہی، مریض

نے تمام جانچ کی تصدیق کی لیکن شکایت یہ تھی کہ سامنے رکھے ہوئے آلہ (فون سیٹ) سے جانچ نہیں ہوئی۔

غرض یہ کتاب ''سومنات سے کعبہ تک'' مفید اور معلومات افزا ہے۔ کوئی منجھا ہوا اردو کا انشا پرداز ہوتا تو ان معلومات و تجربات کو اور بھی دل چسپ اور قابلِ مطالعہ بنا دیتا۔ ڈاکٹر صاحب اپنے سیدھے سادے انداز میں اپنے تجربات و مشاہدات بیان کر رہے ہیں۔ ممکن ہے اردو کے قارئین کو زبان کی ناہمواریوں، قواعد کی غلطیوں اور محاورے کے عدمِ صحت کا احساس ہو اور وہ اس کتاب کی اس طرح پذیرائی نہ کریں جس طرح بڑے ادیبوں کی تصانیف کی کرتے ہیں۔ لیکن ایک بات تو ماننی پڑے گی کہ ڈاکٹر مظفر حسن صاحب کے پاس معلومات و تجربات کا وافر ذخیرہ ہے۔ پھر وہ اپنے تجربات و خیالات اردو کے عام پڑھنے والوں تک پہنچا دینا چاہتے ہیں تاکہ نئی نسل کے لوگوں میں صورتِ حال کا صحیح علم ہو اور وہ مصنف کی تڑپ کو دیکھ کر خود اپنی اور معاشرے کی اصلاح کے لیے کمر بستہ ہوں۔

اردو میں شاعری، ناول اور افسانہ و تنقید پر نئی کتابیں زیادہ لکھی اور پڑھی جاتی ہیں۔ معلوماتِ عامہ اور حالاتِ حاضرہ پر کتابیں کم شائع ہوتی ہیں۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک معمر سائنس داں و معالج کی تحریر ہے جس میں بناوٹ اور تصنع کا نام و نشان نہیں۔ مصنف کی دینی غیرت، ملّی ہمدردی اور اسلامی نقطۂ نگاہ نے کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ کیا ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ یہ کتاب نوجوانوں اور عام اردو قارئین کے درمیان غور سے پڑھی جائے گی اور اس کے اچھے اور مفید اثرات پڑھنے والوں پر مرتب ہوں گے۔

ڈاکٹر ممتاز احمد خاں

ریڈر شعبۂ اردو، بہار یونیورسٹی، مظفر پور (بہار)

۱۹/مارچ ۲۰۰۵ء

کچھ اس کتاب کے بارے میں

احمد بدر
شعبہ اردو، کریم سٹی کالج،
جمشید پور، جھارکھنڈ-831001

اردو نثر نگاری کا ابتدائی دور داستانوں کا تھا۔ پھر ناول، افسانہ، ڈراما وغیرہ اصناف وجود میں آئیں۔ جب وقت کا کارواں آگے بڑھا تو سفرنامہ، خودنوشت، انشائیہ، رپورتاز وغیرہ متعدد اصناف اس میں شامل ہوتی گئیں اور یہ سلسلہ ابھی بھی جاری ہے۔ اکثر تصنیفات کسی معین صنف میں ہوتی ہیں لیکن کبھی کبھی کوئی کتاب ایسی بھی سامنے آتی ہے جس میں بیک وقت کئی اصناف اپنی جھلک دکھاتے نظر آتے ہیں۔ ایسی ہی ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے یعنی 'سومنات سے کعبہ تک'

کتاب کے نام سے مجھے اس کا قطعی اندازہ نہ ہو پایا کہ یہ کس صنف کی کتاب ہوگی یا اس کا موضوع کیا ہوگا، کیوں کہ یہ نام شعری مجموعہ، افسانوی مجموعہ، انشائیوں کا مجموعہ، سفرنامہ، مجموعہ مضامین سے لے کر ناول تک کا ہوسکتا ہے۔ فہرست سے بھی وضاحت نہیں ہو پائی لیکن شروع کرتے ہی یہ سمجھ میں آیا کہ اس کا موضوع ارض مقدس یعنی سرزمین عرب ہے۔ اس کے مصنف ڈاکٹر مظفر حسن صاحب نے اپنی زندگی کے کئی قیمتی سال بحیثیت ڈاکٹر سعودی عرب میں گذارے ہیں، اس اعتبار سے وہ اس موضوع پر لکھنے میں حق بجانب ہیں۔

کتاب کا موضوع تو واضح ہوا لیکن صنف کا معاملہ اس سے زیادہ دلچسپ نکلا۔ ابتدائی صفحات سفرنامے کا تاثر دیتے ہیں اور کہیں کہیں خودنوشت کا بھی جن میں سعودی عرب میں بحیثیت ڈاکٹر ملازمت حاصل کرنے اور وہاں زبان نہ جاننے سے ہونے والی پریشانیوں کا ذکر ہے۔ پھر عرب کے بارے میں باہر کے لوگوں کی مختلف غلط فہمیوں کا ذکر کر کے ان کے بارے میں صحیح جانکاری دی گئی ہے۔ یہاں سے کتاب جغرافیہ اور اسلامی تاریخ کی سرحدوں میں داخل ہو جاتی

ہے۔اس میں عربوں کے مشہور قبائل کی جانکاری سے لے کر قریش کے بارے میں کئی اہم تفصیلات یکجا کر دی گئی ہیں جن کو جاننے کے لیے کئی کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑتی۔قریش کا سماجی نظام کیسا تھا؟ کس قبیلہ کے ذمہ کون سی ذمہ داری تھی، اور اس کے لیے کون شخص جواب دہ تھا؟ تجارت کی کیا نوعیت تھی؟ سامان تجارت کیا ہوتا تھا؟ اہم تاجر کون تھے؟ یہاں تک کہ کون سا قبیلہ کس بت کی پوجا کرتا تھا؟ جغرافیائی معلومات میں بھی چوحدی سے لے کر آبی ذخائر، غذائی پیداوار، پھولوں اور سبزیوں کی پیداوار سے لے کر معدنیات تک کی اچھی خاصی جانکاری کتابوں کے حوالے اور اپنے مشاہدے سے دی گئی ہے۔

اس کتاب کا اہم حصہ وہ تفصیلات ہیں جو سعودی عرب کے ایک ملک کی حیثیت سے قیام، ابن سعود کی بادشاہت، پھر ابن سعود سے لے کر شاہ فیصل تک کے دور کی اہم باتوں کا احاطہ کرتا ہے۔اس میں ساتھ ساتھ مغربی ممالک، لیگ آف نیشنز یو.این.او وغیرہ کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا ذکر بھی ہے جو مسلم ممالک میں سیاسی اتھل پتھل اور فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کے قیام کے پس پشت کارفرما ہیں۔اس ضمن میں ابن سعود کے دور میں مادّی وسائل کی کمی سے لے کر بعد کے دور میں عیش وعشرت میں ڈوب جانے اور دور فیصل میں کچھ سدھار آنے تک بڑی باریکی سے روشنی ڈالی گئی ہے۔اس حصّے کی صاف گوئی اور بے باکی قابل داد ہے۔عرب کی سرزمین سے تیل نکلنے کے بعد جس طرح امریکا، برطانیہ اور دیگر یوروپی ممالک نے یہاں کے حکمراں طبقے کو طرح طرح کی ترغیب دے کر اپنا الّو سیدھا کیا یہ بھی دلچسپی کا باعث ہے۔مصنف نے ایک مغربی مصنف کے حوالے سے لکھا ہے:

> ''صحرائی حکومت کو وجود میں لانے والا غریب، خالی جیب شہزادہ تھا۔اس نے بائیس سال تک جنگ لڑی۔اونٹ پر سوار ہو کر گھوڑی پر سوار ہو کر، اور ایک ملک کو وجود میں لایا۔بیس سال بہت غربت اور عسرت میں زندگی گذاری۔آخری دس سال میں بغیر محنت کے دنیا کا امیر ترین شخص ہو گیا''۔

مصنف لکھتے ہیں: ''جب غیر متوقع طور پر تیل کی دولت کی بارش ہوئی جو ہر ضرورت سے زیادہ تھی زندگی کے آخری ایام میں ابن سعود کو ایک ملین سے زیادہ ہفتہ وار ملنے لگا۔یہ سب

بادشاہ کی ذاتی ملکیت تھی۔ رعایا کی ملکیت کا کوئی تصور نہیں"۔ اسی کی روشنی میں وہ سوال بھی اٹھاتے ہیں: "ابن سعود جب اتنے دیندار تھے، امام عبدالوہاب کی تعلیمات سے متاثر تھے، تو پھر ذاتی ملکیت والا تصور کیوں غالب رہا؟" اسی ضمن میں انہوں نے اس بے انتہا دولت کے بے اندازہ خرچ ہونے کا بھی ذکر کیا: "دولت کی لوٹ کا عجیب انداز تھا۔ اگر شہزادے نے سامان عشرت کی خواہش کا اظہار کیا تو جس سے خواہش ظاہر کی گئی اس نے کسی اور سے کہا، سامان آتا ہے۔ اگر ایک چیز پانچ پنس (Pense) میں ہے تو دونوں نے مل کر اپنا سو سو فیصد نفع رکھا۔ مال آ گیا"۔

یہ سلسلہ شاہ فیصل کے دور میں ایک حد تک رکا جس نے نئی اصلاحات کا نفاذ کیا اور ملک کے مالی و اقتصادی ڈھانچے کو سدھارنے کی حتی الامکان کوشش کی۔ لیکن۔ "فیصل کی خوش انتظامی کو سعودی رعایا ناپسند کرتی تھی۔ عوام کو خبر نہیں تھی کہ قرض کا بوجھ کس قدر ہے۔ عوام صرف شاہ سعود کی سخاوت کی کہانی جانتی تھی۔"

اگلا باب عرب عوام کی ذہنیت کو قریب سے دیکھنے سمجھنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ آج سے بیس پچیس سال قبل کا عربی معاشرہ کس ناخواندگی اور پسماندگی کا شکار تھا اس کی چشم دید شہادت ان صفحات میں موجود ہے جہاں مصری ڈاکٹروں کے اس پروپگنڈے کی وجہ سے، کہ انجکشن سے ہی فوری افاقہ ہوتا ہے۔ دواؤں سے نہیں، لوگ مفت میں ملی ڈھیروں دوائیں کوڑے دان میں پھینک کر چلے جاتے اور بلاضرورت بھی انجکشن لگانے کی ضد کرتے۔ ایک مریض نے اعلیٰ حکام سے شکایت کی کہ اس کی جانچ آلوں سے پوری طرح نہیں کی گئی۔ پوچھنے پر اس نے ٹیلی فون سیٹ کی طرف اشارہ کیا جسے وہ کوئی جانچ کی مشین سمجھ رہا تھا۔ لوگوں میں چیونگ گم صرف اس پروپگنڈے کی وجہ سے بے انتہا مقبول ہو گیا کہ اس سے منہ صاف ہوتا ہے۔ یہ اور ایسے کئی واقعات وہاں کے عوام کی ذہنیت اور اس کی وجہ سے وہاں ملٹی نیشنل کمپنیوں کے پھلنے پھولنے کی اسباب کو واضح کرتے ہیں۔ چند معاشرتی مسائل کے عنوان سے بھی لوگوں کی ذہنیت کے بہت سے گوشے روشن ہوتے ہیں۔ اس کے بعد کے صفحات میں عرب کے بازاروں میں بکنے والے سامان اور ان کی ناپ تول کے پیمانوں کی جانچ کا ذکر ہے۔ وبائی امراض کے کنٹرول اور صحت کے میدان میں کی جانے والی کوششوں کی جانکاری اپنے مشاہدے کی روشنی میں دی گئی ہے۔ اس سے وہاں کے حکام اور عملے کی ایمانداری اور چوکسی کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ بھی پتا چلتا ہے کہ کبھی کبھی وہاں بھی

لالچ کا جذبہ کام کر جاتا ہے۔

میں نے قبل کے صفحات میں لکھا ہے کہ اس کتاب کا موضوع ہے سرزمین عرب اور بظاہر موضوع یہی ہے بھی۔لیکن جیسے جیسے میں آگے بڑھتا گیا یہ وضاحت ہوتی گئی کہ پوری کتاب میں ہندوستان، خصوصاً بہار کی صورتحال سے ایک تقابلی جائزہ بھی ساتھ ساتھ چل رہا ہے اور اخیر تک پہنچتے پہنچتے یہ صاف ہو جاتا ہے کہ عرب کے حالات و واقعات بتانے کا مقصد یہی تھا کہ ہم اپنے حالات کو اس روشنی میں دیکھیں اور پرکھیں۔اپنی بدحالی اور گراوٹ کے اسباب پر غور کریں۔ اس ضمن میں معاملہ خواہ اسپتال کا ہو یا بازار کا، شادی بیاہ کا ہو یا ایمانداری کا، ہر جگہ مثالیں دے کر اور واقعات پیش کر کے دونوں صورتوں کو اجاگر کر دیا گیا ہے۔

اس کتاب کی اصل خوبی اس میں پوشیدہ درمندی کا جذبہ ہے۔ملت کا درد، آنکھوں کے سامنے کسی کو ڈوبتے ہوئے دیکھنے اور بچانہ پانے کی چھٹپٹاہٹ اور آنکھوں پر غفلت کی پٹی باندھے رہنماؤں کی ایک مطمئن بھیڑ، پوری کتاب میں یہی باتیں کہیں دلسوزی اور کہیں طنز کی کیفیت پیدا کرتی ہیں۔اخیر کے صفحات میں 'چراگاہ' کے عنوان سے لکھی تحریر تو خالص انشائیہ کی صنف میں شمار ہونے لائق ہے اور یہی حال ہے 'ہم ہیں چادر والے' اور 'مسالک کا دفتر تجارت' کا۔یہاں ہلکے مزاح کے پردے میں شدید طنز موجود ہے۔

مصنف کا اسلوب دوسروں سے قدرے الگ ہے شاید بیس بائیس سال عرب میں گذارنے اور عربی سے قریب ہو جانے کا اثر بھی اس پر ہو کیوں کہ اس میں باتیں بہت وضاحت سے نہیں کہی گئی ہیں۔ایک عربی مقولہ ہے اَلکنایۃ ابلَغ مِنَ التَّصرِیح اسی پر عمل کرتے ہوئے تفصیل سے گریز اور پڑھنے والوں کی سمجھ پر بھروسہ کیا گیا ہے۔کہیں کہیں تو علامتی افسانوں کا سا انداز ہے۔اشاروں کنایوں میں مفہوم ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ تو نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس کو پڑھ کر لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی یا ان کا ذہن بدل جائے گا، لیکن اس کتاب کے بہت سے مقامات سوچنے پر مجبور کرتے ہیں، اپنا جائزہ لینے پر مجبور کرتے ہیں۔اور اس بے حسی کے دور میں اتنا بھی کم نہیں!

ابتدائی کلمات

(۱) تعارف　　　(۲) شکریہ

اپنا تعارف: محترم جناب پروفیسر منظر اعجاز صاحب کا حکم اور دھمکی بھی، زبان کی تصحیح نہیں ہوگی اگر اپنا تعارف نہیں لکھا۔ "تعارف" حاضر ہے۔

قارئین کرام، نام تو آپ جان چکے۔ عمر (۷۷) سال۔

صحت کا ڈاٹا (Data)۔ آنکھ میں گلکوما (Glucoma)۔

قلب کے لیے (Pace Maker) کی مدد حاصل ہے۔

عمود فخری (Vertebral Colum) نصف دائرہ کی حالت میں۔

ماضی بعید اور ماضی قریب کا تذکرہ

تقریباً تین سو سال قبل اجداد شہر دہلی سے شہر در بھنگہ وارد ہوئے دِلّی میں کہاں سے؟ مجھ کو معلوم نہیں۔ کم سنی سے اب تک جو گھر میں دیکھا اس کا بیان۔

(۱) رسول کریم ﷺ کا موئے مبارک تھا۔ (۱۹۴۰ء) میں میٹرک کا امتحان دیا تھا۔ یادداشت میں شُبہ کی گنجائش نہیں۔ موئے مبارک میں شاخ در شاخ (Branch) ہوتی رہتی تھی۔ وہ بکس چوری ہو گیا۔ مسجد مذکور بالا کا نام "مسجد نور" (۱۹۸۷ء) میں رکھا گیا ہے۔

(۲) مَلادِس۔ کُرتے اور چادر جن پر ریشم کے دھاگے سے آیات کڑھی تھیں اُن کے منتشر ٹکرے ملتے۔ ان کو محفوظ کیا جاتا۔

(۳) تسبیح۔ مختلف قیمتی پتھر کی۔

(۴) عربی اور فارسی زبان میں قلمی مسودات۔ لکڑی کی الماری میں (۱۹۴۵ء) تک تھیں دونوں زبان خاندان سے رخصت ہو چکی تھی۔ قلمی مسوّدات کے سارِق (چور) صاحب علم

اور ریسرچ اِسکالر ہونے کے مدعی بن کر آتے۔ خاندان کے بڑے اِستفادہ کی اجازت دیتے، مہمان داری کرتے، لیکن مسودوں کی گنتی نہیں رکھتے، مختصراً۔ چور لے گئے، دیمک نے کھایا، دیمک خوردہ اُوراق سامنے کے تالاب میں ڈال دئے جاتے۔ الماری خالی ہوگئی۔

(۵) ایک لوہے کی ٹوکری تھی۔ اس ٹوکری میں گھر کا کوڑا باہر پھینکا جاتا۔ اس ٹوکڑی میں پیندا نہیں تھا۔ بلکہ اس کی جگہ ایک سیخ نما لوہا تھا۔ بعد میں لوگوں نے بتایا اس کا نام ''خود'' ہے۔ دورانِ جنگ سَر کی حفاظت کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

(۶) صرف ایک قلمی نسخہ محفوظ رہ گیا تھا۔ اس کی کہانی طویل ہے۔ یہ فارسی زبان میں ہے۔ نام اس کا ''دیوان خموش'' ہے۔ اَب الحمدللہ خدا بخش لائبریری پٹنہ کے شعبہ مسودات میں مخطوطات میں محفوظ ہے اِس شعبہ کے انچارج محترم جناب عتیق الرحمٰن صاحب ساکن حال نیو عظیم آباد کالونی قرب ''مسجد عمر'' کے توسط سے یہ کام انجام پایا۔

خدابخش لائبریری کی طرف سے (a) دیوان خموش کا اعلیٰ ترین فوٹو اسٹیٹ۔

(b) خط ہمارے نام، محفوظ ہے۔

مذکورہ خاندان کے اَجداد میں ایک نام ہے ''ابراہیم'' یہی صاحب دربھنگہ وارد ہوئے موئے مبارکؐ ساتھ لائے۔ اِس خاندان کے دیگر افراد کے نام میں، چند نام اس طرح ہیں۔

(الف) صلاح خموش

(ب) امام شاہ

(ت) بہرام شاہ

وہ کتب جن میں ان لوگوں کا تذکرہ آیا ہے۔

(۱) بزم شمال۔ از شاداں فاروقی شائع کردہ اُردو اکیڈمی، بہار

(۲) تاریخ علماء بہار۔ از جناب قاسمی صاحب مدرسہ شمس الہدیٰ، پٹنہ

(۳) بنگال گذیٹرس۔ اَب عام طور پر دستیاب نہیں ہے۔

(۴) لکھنؤ کے محلّہ جھوائی ٹولہ میں ایک گھر میں سراغ ملا تھا۔

یہ بیان۔ دیوانہ خاموش پر ریسرچ کرنیوالے کا ہے مقرر کردہ خدا بخش لائبریری۔

(۵) نواب مرشد آباد (آخر زمانہ سلطنت مغلیہ) کی عطیہ کردہ جائداد کے کاغذات جن صاحب کے پاس ہیں وہ استفادہ کی اجازت نہیں دیتے۔

(۶) ''دیوان خاموش'' پر مہر ہے ''بہرام شاہ'' خادم طلبہ علم پنجم شعبان ۱۲۶۶ ہجری'' واضح رہے شجرہ کے مطابق بہرام شاہ چھٹی پُشت میں ہیں۔

(۷) مذکورہ دیوان پر چار اشخاص نے (Ph.D) کیا ہے۔

تعارف کا یہ بیاں محض حکم کی بجا آوری ہے۔ ورنہ الحمداللہ کلام رَبانی (جو کچھ تمہارے سامنے ہے) ''تمہارے اپنے دونوں ہاتھ کی کمائی ہے۔'' ذہن اور دِل نشین ہے۔

شکریہ:

(۱) جناب پروفیسر منظر اعجاز صاحب M.A. Ph.D، اُردو ڈپارٹمنٹ، اَنوگھ نارائن کالج پٹنہ۔

(۲) جناب پروفیسر ارشد جمیل صاحب۔ عالم شمشی، M.A. Ph.D (فارسی)، M.A. Ph.D (اُردو)، M.A. (انگریزی)، متھلا یونیورسٹی P.G. ڈپارٹمنٹ۔

دونوں حضرات نے زبان اردو کی غلطیوں کی تصحیح کیا۔ اللہ رب العزت سبھوں کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

(۳) جناب ڈاکٹر سہیل صاحب، سجاد میموریل اسپتال۔ پھلواری شریف، پٹنہ جنہوں نے مشورے دیئے اور مجوزہ کتاب کی ہر دور میں خبر گیری کیا۔

❀❀❀

بابِ اوّل

صفحہ (۱۔۱۸)

- دعاء
- پس منظر
- سفر
- زبان یارِ من ترکی و مَن ترکی نمی دانم
- گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
- حجاز
- انقلاب، فتوحات
- صاحب اُوصاف حجازی نہ رہے
- بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی ــــ کیسے شروع کروں؟ کہاں سے شروع کروں؟

دل نے جواب دیا ''دعاء'' سے شروع کرو۔

تو بسم اللہ دعاء سے شروع کرتا ہوں۔

دعاء

ارحم الراحمین اِس طرح کی زندگی سے نجات دے۔ یا رازق حقیقی رزق حلال دے، کشادگی دے۔ اے اللہ اپنے کرم سے کفر کی طغیانی سے نجات دے۔ مالک حقیقی ماضی آپ کے سامنے ہے حال آپ دیکھ رہے ہیں مستقبل کو اپنے کرم سے نواز دے۔

دعاء کا پس منظر ــــ سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم

- تعلیم کے ادوار، مسائل، مشکلات
- سرپرست مجازی، والد کا سایہ سر سے اٹھ جانا۔
- تجربات نے ثابت کیا، خونی رشتہ، دیگر رشتہ داریاں سب تخیل کے فریب ہیں۔
- اصل رشتہ وہی ہے جو مدینہ منور میں انصار اور مہاجرین کے درمیان قائم ہوا۔

رشتہ کا اَساسی اصول ــــ لا۔ الہ۔ اِلاَّ۔ اللہ۔ محمدؐ رسول اللہ

رشتہ، دُوستی فی سبیل اللہ ــــ دُشمنی فی سبیل اللہ

مذکورہ بالا دعاء عالم بے قراری میں اس وقت خاص کر جاری ہوتی جب شدت کی گرمیوں میں، رمضان کے ماہ میں دیہات کی کچی سڑکوں پر سائیکل چلانی پڑتی سڑکیں بیل گاڑیوں کی آمد ورفت سے آٹے کی شکل اختیار کرلیتیں۔

دیہات کے مریض ''فیس'' کے نام پر اُجرت دینے کو تیار نہیں۔ اُن کو بغیر ضرورت انجکشن اور غیر ضروری دوا دیکر جس قدر جی چاہے لے لو۔ تو پھر طلب ''رزق حلال'' کی دعاء کس زبان سے؟

سفر

شہر دہلی میں مسلم سفارت خانوں کی زیارت اور اخرش سعودی عرب میں نوکری کی

توقعات اور ''عقدِ اجانب'' کے بعد مایوسی۔ اللہ غریق رحمت کرے اُس وقت کے وزیر اعظم بعد کے بادشاہ شاہ فیصل، جن کے حکم پر تمام مراحل طے ہوئے اور بتاریخ ۲۳/۴/۸۰ ہجری مطابق ۱۹۶۴ء۔۱۹۶۵ء ریاض میں داخلہ ہوا۔

چند دنوں کے قیام کے بعد دفتری رسومات ختم ہوئی اور منطقہ الشرقیہ کے دارالحکومت ''الدمام'' کے مرکزی اسپتال میں داخل ہوا۔

مسئلہ عظیم

زبان یارِ من ترکی و من ترکی نمی دانم

مریض عربی۔ طبیب ہندی۔ زبان عربی سے قطعاً ناواقف۔

اپنے آپ کو تسلی دی تم طبیب بیطاری (Veter Inary) ہو۔ لیکن تسلی جھوٹی ثابت ہوئی۔ ساتھ ہی لطیفے بھی ہوئے۔ زبان کی ناواقفیت نے بعض اوقات شرمندگی کے سامان پیدا کئے، چند بار ہراساں ہونے کی نوبت آئی۔ لیکن مشکلات کا حل کرنے والا اس معبود نے سبیل پیدا کر دی۔

امریکن اسپتال واقع دہران (Dahran) نے اس مشکل کو چند کتابیں دے کر حل کر دیا۔ ضخیم جلدوں کی ترتیب اِس طرح تھی۔

(1) Head Neck مریض سے سوال زبان عربی

(2) Chest مریض سے سوال زبان عربی بہ خط لاطینی (Latin)

(3) Abdomen مریض سے سوال زبان انگریزی

(4) Extrimities

ظاہر ہے مادری زبان اُردو تھی۔ قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم تھی، دونوں نے مِل کر عربی میں لکھے سوالات کو پڑھنا آسان کر دیا۔ انگریزی کی تعلیم نے پورا ترجمہ سمجھا دیا۔ الحمد اللہ اب ہم طبیب ''بشری'' ہو گئے۔

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

اس تحریر کا مقصد شکر الٰہی بھی ہے۔ گذشتہ کی یاد بھی، اس کے علاوہ ہمارا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ سعودی عرب کو دنیا جانتی ہے، لیکن حجاج کرام جو برعظیم سے حج کرنے جاتے ہیں ان کا علم اس ملک کے بارے میں یہ ہے۔

- ریگستان ہے
- موسم سخت ترین ہے
- شادابی تقریباً نہیں ہے
- عوام اور حجاج کرام کا عام تاثر یہی ہے
- جہاں تک علم ہے اور دوران حج میں دیکھا۔ ارکان حج کے لٹریچر کے سوا جو دنیا کی بے شمار زبانوں میں میسر ہیں۔ لیکن ایسا لٹریچر جس کے توسط سے موجودہ ملک کی واقفیت ہو کسی مقدار یا زبان میں میسر نہیں۔ جب کہ دنیائے اسلام کے مسلمانوں کو اس طرح واقف کرانے کا یہ بہترین موقع ہوتا ہے۔ حجاج کرام اس لٹریچر کو بترک سمجھ کر لے جاتے جب کہ مشرق بعید کے ممالک کی بنی تسبیح، جانماز، بڑے بڑے سر چھپانے والے رومال، تصاویر حرمین وغیرہ لے کر جاتے ہیں، یادگار اور تبرک کے طور اپنے اپنے ممالک میں رشتہ داروں کو، دوستوں کو، تقسیم کرتے ہیں۔ اس طرح کے لٹریچر کو بھی ضرور لے جاتے اور اُن کے توسط سے دیگر مسلمانوں کو واقفیت ہوتی۔

قارئین کرام!

(۱) مختصر تاریخ سعودی عرب (۲) جغرافیہ (۳) ملک بحیثیت مجموعی (۴) تیل، گیس کی دولت خداوندی (۵) اقوام کی رسہ کشی کو جاننے کی کوشش ہوگی۔

لیکن اپنے علمی حدود کے اندر، بعض ذاتی رائے غلط بھی ہوسکتی ہے۔ سبب عدم واقفیت بھی ممکن ہے اس کی معافی کا خواستگا پہلے سے۔ یوں تو بسم اللہ کریں گے ''حجاز'' سے جہاں دین اسلام تکمیل ہوئی اور ہم اس اکمل دین کے ماننے والے ہیں۔ "الیوم اکملت دینکم"

حجاز

لفظ مکہ یا بکہ۔ بتک سے مُشتق ہے جس کے معنی ہیں۔ نخوت اور غرور توڑنا۔ سرکش کی گردن جھکانا۔

مکہ پر قبضہ کی کوششوں کا حال دیکھیں۔ (دیکھیں کتاب المہاجرین ص ۱۸ سے ص ۲۱)

ماضی میں قیصر کسریٰ، روم تہ الکبرا وغیرہ کی کوشش۔ ابرھہ کا حملہ۔

واقعہ فیل وغیرہ۔

چند سرخی کے تحت (A) عرب (B) عرب کے اقوام (C) قریش مکہ (D) انصار مدینہ (E) قریش کا دین۔ دیگر احوال کو سمجھنے کی کوشش ہوگی۔

(A) **لفظ عرب** — وجہ تسمیہ مختلف ہے۔ اہل لغت کے مطابق عرب اور اعراب کے معنی ہیں فصاحت، بلاغت، اہل عرب اپنے کو بہت زور اور زبان دان کہتے۔ دوسروں کو (غیر عرب) کو ''عجم'' یعنی ژولیدہ بیان۔ گونگا۔ دوسری رائے ہے۔ ''عرب'' اصلاً ''عربہ'' ہے۔ قدیم اشعار میں ''عربہ'' آیا ہے۔ ''عربہ'' کے معنی سامی زبان میں ''صحرا'' کے ہیں۔ چوں کہ عرب کا بڑا حصہ دشت وصحرا ہے اس لئے تمام ملک کو ''عرب'' کہا۔ ملاحظہ کریں۔ (ص ۳۷، سیرۃ النبی شبلی نعمانی ص ۲۳ سے ۲۷ سیرۃ المصطفیٰ، مولانا ادریس کاندھلوی)

(B) **عرب کے اقوام**۔ مؤرخین عرب نے عرب کے اقوام وقبائل کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ (سیرۃ النبی ص ۵۷)

(۱) عرب بائدہ (بائدہ) قدیم قبائل جو اسلام سے بہت پہلے فنا ہو چکے مثلاً عاد۔ ثمود۔ جن کا تذکرہ عرب کے اشعار میں ملتا ہے یا الہامی کتابوں میں۔ (المہاجرین ص ۱۔۲)

(۲) عاربہ۔ وہ قحطانی قبائل ہیں جو یمن اور قرب وجوار میں آباد ہوئے۔ ان میں مشہور قبائل حمیر، کہلان بنی عمرو ہیں۔ (المہاجرین ۱۔۲)

(۳) مستعربہ۔ اس قبیلہ سے اسماعیل شاخ شروع ہوتی ہے۔ (المہاجرین ص ۱)

بنو قحطانی جو عرب کے اصلی باشندہ اور جن کا مسکن یمن تھا۔

ظہور اسلام کے وقت بنو قحطانی اور بنی اسماعیل جن کو عدنانی قبائل بھی کہتے ہیں ملک کے باشندے تھے۔ بنو قحطانی اس خاندان کی تین بڑی شاخیں تھیں۔

(۱) قضاعہ (۲) کہلان (۳) ازو..... انصار ان کی شاخ تھے۔

اَوس...... اصلاً انصار اِس شاخ سے ہیں۔

خزرج...... اصلاً انصار اِس شاخ سے ہیں۔

نتیجہ

مذکورہ بالا تاریخ کی تشریح کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ جزیرۃ العرب کے ان حصوں کو جن کو مکہ اور مدینہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ان علاقوں کی آبادی بھی اصلاً یمانی ہے۔

شاخ در شاخ، خاندان در خاندان کا سلسلہ چلتا رہا اور صدیوں میں بے شمار قبیلے، خاندان پیدا ہو گئے۔ ہر شاخ کا نام ''بنی'' سے شروع ہوا یعنی مورث اعلیٰ۔

(C) لفظ ''قریش'' ❁ قریش کی وجہ تسمیہ، حافظ بدرالدینؒ نے پندرہ بتایا ہے۔ (سیرۃ المصطفیٰ، ص ۲۵ سے ۲۷)

❁ قریش کا منتشر مقامات سے ایک جگہ آباد کیا جانا شہر مکہ کا وجود میں آنا۔ قصی کا نام مجمع تھا۔ چوں کہ اس شخص نے منتشر لوگوں کو ایک جگہ آباد کیا۔ (سیرۃ المصطفیٰ، ص ۲۵ سے ۲۷)

❁ قریش ایک بحری جانور کا نام ہے جو اپنی قوت کی وجہ سے سب جانوروں پر غالب رہتا ہے وہ جس جانور کو چاہتا ہے کھالیتا ہے۔ (سیرۃ المصطفیٰ، ص ۲۳)

❁ بنائے خاندان قریش۔ جس شخص نے اِس خاندان کو ''قریش'' کے لقب سے ممتاز کیا وہ نضر بن کنانہ تھے۔ بعض محققین کے نزدیک قریش کا لقب سب سے پہلے فہر کو ملا۔ ان کی اولاد قریش ہے۔ (سیرۃ النبویؐ، ص ۱۰۵)

❁ کنانہ سے اصل شاخ قریش کی ہے۔ (سیرۃ النبویؐ، ص ۷۶)

❁ نضر کے بعد فہر اور فہر کے بعد قصی کلاب۔ (سیرۃ النبویؐ، ص ۱۔۶)

قصی کلاب کے چھ بیٹے ۔(۱) عبدالدار (۲) عبد مناف (۳) عبدالعزیٰ (۴) عبد قصی (۵) تخمید (۶) برہ۔

حجاز کا تذکرہ، قریش کا تذکرہ، قریش کی اہم شخصیت کا تذکرہ جن کا اسم گرامی محمد رسول اللہ ہے۔ بہت مناسب ہے ہم ان کی اُمّت ہونے کے ناطے اپنے رسول کا پدری شجرہ اور مادری شجرہ جان لیں۔ (سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۵۔۲۷) پدری شجرہ۔

محمد رسول اللہ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوہی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمۃ بن مدرسہ بن الیاس بن مضر بن ترا۔بن معد بن عدنان۔ (بخاری شریف) معث النبیؑ (سیرۃ المصطفیٰ ص ۱۹) پشتیں۔

مادری شجرہ۔ (سیرۃ النبیؐ ص ۲۳) محمدؐ ابن آمنہ بنت وَھب بن عبد مناف بن زہرۃ بن کلاب، کلاب پر پدری اور مادری سلسلہ، دونوں نسب جمع ہوجاتے ہیں۔

مدینہ میں بنی نجار کی ایک حسین وجمیل عورت جن کا نام سلمیٰ تھا۔ وہ مطلقہ تھیں۔ ان کے دو بیٹے عمرو اور معبد تھے۔ ہاشم ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ مدینہ گئے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے سلمیٰ کو نکاح کا پیغام دیا۔ ہاشم مدینہ میں بھی بہت معروف تھے۔ سلمیٰ نے قبول کیا۔ نکاح ہوگیا۔ ہاشم کے قافلہ والے اور کچھ لوگ قبیلہ خزرج (سلمیٰ) اسی قبیلہ سے تھیں) شریک ہوئے۔ ان کے بطن سے عبدالمطلب پیدا ہوئے۔ پیدائش کے بعد دیکھا گیا کہ سر کا ایک بال سفید ہے۔ اس لئے شیبہ (بوڑھا) نام رکھا گیا۔

ہاشم قافلہ کے ساتھ غزہ کی طرف روانہ ہوئے۔ غزہ میں ہاشم کا انتقال ہوگیا۔ یہاں مدفون ہوئے سلمیٰ ایک مدت تک اپنے میکے خزرج میں مقیم رہیں۔ عبدالمطلب کا نام شیبہ الحمد تھا۔ جب تھوڑا بڑے ہوئے تو ہاشم کے بھائی ''مطلب'' مکہ سے آکر انہیں لے گئے۔ (سیرۃ المصطفیٰ، ص ۱۷، ۱۹، ۲۳)

خاندان کا بانی ''فہر'' بن مالک بن مالک بن نفر بن کنانہ تھا۔

قریش مورث اعلیٰ نفر کا خطاب تھا۔ لیکن نسل پھیلی ''فہر'' سے اس لئے یہ خطاب (لفظ قریش) بھی ''فہر'' کی طرف منتقل ہو گیا۔ (المہاجرین، ص ۱۵)

بنو فہر سب کے سب قریش کہلائے۔ بنو نفر تجارت پیشہ تھے۔ ''تقرش'' تجارت کے معنی میں آتا ہے۔ اس لئے بنو نفر کا نام ''قریش'' پڑ گیا۔ اس کے علاوہ ''قریش'' ایک بڑی قسم کی مچھلی ہے جو تمام دریائی جانوروں کو کھا جاتی ہے۔ ''قریش'' ایک خاندان کا نام نہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے دس خانوادے پر مشتمل ہے جو سب کے سب فہر کی نسل سے ہیں۔

(D) بنو قحطان کا اصل مسکن یمن تھا۔ اس خاندان کی تین بڑی شاخیں تھیں۔ ہر شاخ نے آگے چل ایک قبیلہ کی شکل اختیار کر لیا۔

انصار مدینہ ''اوس'' ''خزرج'' دو بھائی کی شاخ ہیں۔ یمن کا مشہور سیلاب جو سیلِ عرم کے نام سے تاریخ میں یاد کیا جاتا ہے۔ قحطانی قبیلہ کی شاخ میں ''اوس'' ''خزرج'' نے مدینہ اور مدینہ کے اطراف میں سکونت اختیار کیا۔ تمام انصار ان ہی دو بھائیوں کے خاندان سے ہیں۔'' (سیرۃ، ص ۸۲، المہاجرین، ص ۲۳)

قریش کا دین

قریش کا دین بُت پرستی تھا۔ عرب میں بُت پرستی کا بانی ایک شخص عمر بن لُحَی تھا اس کا اصل نام ربیعہ ابن حارثہ تھا۔ عرب کا مشہور قبیلہ ''خزاعہ'' اس کی نسل سے تھے۔ عمر بن لُحَی سے پہلے ''جرھم'' کعبہ کے متولی تھے۔ عمر بن لحی نے لڑکر ''جرھم'' کو مکہ سے نکال دیا۔ خود حرم کا متولی بن گیا۔ ایک دفعہ وہ شام کے کسی شہر میں گیا۔ وہاں کے لوگوں کو بُت پوجتے دیکھا۔ پوچھا ان کو کیوں پوجتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ حاجت روا ہیں۔ لڑائیوں میں فتح دلاتے ہیں۔ قحط پڑتا ہے تو پانی برساتے ہیں۔ عمر بن لحی نے چند بُت اُن سے لے لئے اور لاکر کعبہ کے آس پاس نصب کیا۔ کعبہ چوں کہ عرب کا مرکز تھا اس لئے تمام قبائل میں بُت پرستی کا رواج ہو گیا۔ (المہاجرین، ص ۲۲، سیرۃ، ص ۸۲)

قریش مورث اعلیٰ نفر کا خطاب تھا۔ لیکن نسل پچھلی ''فہر'' سے اس لئے یہ خطاب (لفظ قریش) بھی ''فہر'' کی طرف منتقل ہو گیا۔ (المہاجرین، ص ۱۵)

بنو فہر سب کے سب قریش کہلائے۔ بنو نفر تجارت پیشہ تھے۔ ''تقرش'' تجارت کے معنی میں آتا ہے۔ اس لئے بنو نفر کا نام ''قریش'' پڑ گیا۔ اس کے علاوہ ''قریش'' ایک بڑی قسم کی مچھلی ہے جو تمام دریائی جانوروں کو کھا جاتی ہے۔ ''قریش'' ایک خاندان کا نام نہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے دس خانوادے پر مشتمل ہے جو سب کے سب فہر کی نسل سے ہیں۔

(D) بنو قحطان کا اصل مسکن یمن تھا۔ اس خاندان کی تین بڑی شاخیں تھیں۔

ہر شاخ نے آگے چل ایک قبیلہ کی شکل اختیار کر لیا۔

انصار مدینہ ''اوس'' ''خزرج'' دو بھائی کی شاخ ہیں۔ یمن کا مشہور سیلاب جو سیلِ عرم کے نام سے تاریخ میں یاد کیا جاتا ہے۔ قحطانی قبیلہ کی شاخ میں ''اوس'' ''خزرج'' نے مدینہ اور مدینہ کے اطراف میں سکونت اختیار کیا۔ تمام انصار ان ہی دو بھائیوں کے خاندان سے ہیں۔'' (سیرۃ، ص ۸۲، المہاجرین، ص ۲۳)

قریش کا دین

قریش کا دین بُت پرستی تھا۔ عرب میں بُت پرستی کا بانی ایک شخص عمر بن لُحَی تھا اس کا اصل نام ربیعہ ابن حارثہ تھا۔ عرب کا مشہور قبیلہ ''خزاعہ'' اس کی نسل سے تھے۔ عمر بن لُحی سے پہلے ''جرھم'' کعبہ کے متولی تھے۔ عمر بن لحی نے لڑ کر ''جرھم'' کو مکہ سے نکال دیا۔ خود حرم کا متولی بن گیا۔ ایک دفعہ وہ شام کے کسی شہر میں گیا۔ وہاں کے لوگوں کو بُت پوجتے دیکھا۔ پوچھا ان کو کیوں پوجتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ حاجت روا ہیں۔ لڑائیوں میں فتح دلاتے ہیں۔ قحط پڑتا ہے تو پانی برساتے ہیں۔ عمر بن لحی نے چند بُت اُن سے لے لئے اور لا کر کعبہ کے آس پاس نصب کیا۔ کعبہ چوں کہ عرب کا مرکز تھا اس لئے تمام قبائل میں بُت پرستی کا رواج ہو گیا۔
(المہاجرین، ص ۲۲، سیرۃ، ص ۸۲)

نام بُت	مقام	قبیلے جو اس بُت کو پوجتے
لات	مکہ معظمہ	ثقیف
عزیٰ	مکہ معظمہ	قریش و کنانہ
منات	مدینہ منورہ	اوس خزرج غسان
وڈ	دومۃ الجندل	؟
ہبل سب سے بڑا	کعبہ کی چھت پر استادہ تھا	
انسانی جانوں کی	قربانی بھی بتوں پر نذر کی جاتی	

دیگر احوال قریش

قریش کے خاندانوں کا مجموعہ موسوم قریش۔ (المہاجرین، ص ١٦، ١٧)

(١) بنی اُمیہ۔ بعد میں خاندان بنی اُمیہ۔ سلاطین بنی اُمیہ کے چند معروف اشخاص
ابوسفیان، اُمیہ معاویہ بن ابوسفیان، حضرت عثمان، اُم المومنین اُم حبیبہ
(١) (٢) (٣) (۴)

(٢) بنی عدی۔ چند معروف اشخاص۔ عمر بن خطاب، سعید بن زبیر
(١) (٢)

(٣) بنی تیم۔ چند معروف اشخاص۔ حضرت طلحہ، عمر بن عبداللہ، ابوبکر صدیق
(١) (٢) (٣)

(۴) بنی عبدار۔ چند معروف اشخاص۔ حضرت مصعب بن عمر۔ حضرت عثمان بن طلحہؓ
(١) (٢)

(۵) بنی اسد ۔ چند معروف اشخاص ۔ اُم المومنین خدیجہ، ورقہ بن نوفل، زبیر بن عوام

(۱) (۲) (۳)

(۶) بنی مخزوم ۔ چند معروف اشخاص ۔ اُم المومنین سلمہ، ابو جہل، خالد بن ولیدؓ

(۱) (۲) (۳)

(۷) بنی جُمح ۔ چند معروف اشخاص صفوان بن امیہ، ابو محذورہ (موذن نبیؐ)، عثمان بن مظعون

(۱) (۲) (۳)

(۸) بنی سہم ۔ چند معروف اشخاص ۔ عمرو بنؓ العاص (فاتحہ مصر)

(۹) بنی زھرہ ۔ حضرت آمنہ، سعد بن وقاصؓ، عباس بن عوف

(۱) (۲) (۳)

(۱۰) بنی ھاشم ۔ چند معروف اشخاص ۔ (خاندان رسالتؐ) عباسؓ، حمزہؓ، مطلب، علیؓ

(۱) (۲) (۳) (۴)

(۱۱) بنی عبد العزیٰ ۔ چند معروف اشخاص ۔ خاندان ابو العاص (داماد رسولؐ)

(۱۲) بنی حبیب ۔ چند معروف اشخاص ۔ خاندان عبد اللہ بن عامر (والی عراق)

مذکورہ قبائل کی ایک تقسیم اور تھی ۔

(۱) شہری زندگی گذارنے والے ہاشی ''البطائع'' کہلائے ۔

(۲) دیہاتی زندگی گذارنے والے ''قریش ظواہر'' کہلائے ۔

نوٹ: المہاجرین، حصہ اوّل، ص ۱۵ سے ۱۸ ملاحظہ کریں ۔

المہاجرین ص ۲۴، ۲۵/ سیرۃ المصطفیٰ

محکمہ	تشریح	قبیلہ یا خاندان	ذمہ دار کا نام
(۱) حجابت	بیت اللہ کی دربانی اور مسجد حرام کی خدمت	یہ خدمت بنی عبدار کے سپرد تھی	حضرت عثمان بن طلحہ
(۲) سقایت	حجاج کرام کو زمزم کا پانی پلانا	یہ خدمت بنی ہاشم کے سپرد تھی	حضرت عباس
(۳) رفادت	فقراء، مساکین، حجاج، مسافر کی اعانت چندہ سے رقم جمع ہوتی	بنی نوفل کے سپرد تھی	عامر بن نوفل
(۴) امارت	مسجد حرام بیت اللہ کی حفاظت، تعمیر، مرمت	بنی ہاشم کے سپرد تھی	حضرت عباس
(۵) سفارت	دو فریق کا کسی معاملہ میں مراسلت کرنا	بنی عدی کے سپرد تھی	عمر بن خطاب
(۶) ندوہ	شورۃ (مجلس شوریٰ)	بنی اسد کے سپرد تھی	یزید بن الاسود
(۷) قبہ	بہ وقت جنگ فوج کے لئے خیموں کا نظم	بنی مخدوم کے سپرد	خالد بن الولید
(۸) سواء	علم برداری	بنی اُمیّہ کے سپرد	ابوسفیان
(۹) اعنہ	زمانہ جنگ یا زمانہ گھوڑ دور میں گھوڑوں کا نظم	بنی مخدوم کے سپرد	خالد بن الولید

(۱۰) آشناق	قبائل کے باہمی، مناقشات، دیت، تاوان، جس میں تاوان صلاحیت نہ ہو اس کی مدد	......	ابوبکر
(۱۱) اموال محجرہ	اَموال موقوفہ جو بتوں کی نذر نیاز کے لئے وقف تھے۔	بنی سہم	حارث بن قیس
(۱۲) ایسار و ازلام	تیروں سے فال نکالنا	بنی کزرج	صفوان بن امیہ

چند نام کا تذکرہ

کلاب کے چھ بیٹوں ایک کا نام عبد مناف، اُن کے ایک بیٹے کا نام ہاشم (ص ۲۹، ۳۰ سیرۃ المصطفیٰ) ''امام شافعی اور امام مالک فرماتے ہیں کہ ہاشم کا نام عمرو تھا۔ ہاشم نے شوربہ میں روٹیاں چور کر اہل مکہ کو کھلائیں۔ اس لئے ان کا نام ہاشم پڑ گیا۔ ہَشم کے معنی ہیں چور کرنا۔ ہاشم اسی کا اسم فائل ہے۔ بنی امیہ بھی اسی طرح کے کار خیر کر کے نام پیدا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ہاشم نے اور کام انجام دیئے۔ (ص ۳۹ سیرۃ المصطفیٰ) مثلاً ہاشم نے اپنی قوم کے لئے دو سفروں کا طریقہ اختیار کیا۔ ایک سردی کا سفر دوسرا گرمی کا۔ ہاشم نے حکومت یمن اور حکومت روم سے قریش کے کاروانِ تجارت کی حفاظت اور حمایت کا حکم حاصل کیا۔ عرب کے راستے عموماً لوٹ مار سے مامون نہ تھے۔ ہاشم نے قبائل سے معاہدہ کیا۔

''کہ ہم تمہاری ضرورتیں بہم پہنچایا کریں گے اور تم ہمارے قافلہ کو کسی قسم کا ظرر نہ پہنچانا۔ ہاشم کی اس تدبیر سے تمام راستے ماموں ہو گئے۔''

''ایامِ حج میں ہاشم حجاج کو گوشت، روٹی، ستو، کھجور کھلائے پانی زم زم پلاے۔ اُمیہ بن عبدالشمس (سیرۃ المصطفیٰ جلد اوّل، ص ۳۱) کو ہاشم کا یہ جُود وکرم، اور تمام عرب میں ان کا اقتدار بہت شاق اور گراں تھا۔

اُمیہ بن عبدالشمس نے بھی ہاشم کی طرح کوشش کی کہ لوگوں کو کھلائے مگر اُمیہ بن الشمس باوجود دولت وثروت ہاشم کا مقابلہ نہ کرسکا۔ بنی ہاشم سے بنی اُمیہ کی عداوت کا سلسلہ اوّل یہیں سے شروع ہوا۔ (سیرۃ المصطفیٰ، جلد اوّل، ص ۳۲)

قریش میں تعلیم عام نہ تھی۔ لیکن تعلیم یافتہ حضرات میں مندرجہ ذیل نام آتے ہیں۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، یزید بن ابوسفیان، اُم المومنینؓ حفظہ، اُم کلثوم، کلثوم بن عقبہ ودیگر۔

قریش کی تجارت کا علاقہ

شام۔ مصر۔ ایران۔ یمن وغیرہ

غیر ملکی سفارتوں کو پورا کرنے کے لئے جس معیار علم کی ضرورت تھی اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اُوپر گذر چکا ہے کہ قریش عموماً اپنی زبان دانی، قدرت کلام پر بہت فخر کرتے تھے۔ قیاس ہے تعلیم محدود ہونے کے باوجود جس قدر تھی بڑی معیاری تھی۔

قریش میں ارکان حج

دورابراہیمؑ کے ارکان حج بالکل تبدیل ہو گئے تھے۔

❁ بنیادی تبدیلی بہ شکل بُت پرستی آئی ❁ شراب نوشی ❁ دختر کشی ❁ عیاشی، ❁ اُوہام پرستی ❁ مادرزاد طواف وغیرہ۔ (المہاجرین، ص ۲۹)

قریش کی تجارت

عموماً تاجر تھے، زراعت کو ناپسند کرتے تھے۔ روایت کہ ابوجہل کو بہ وقتِ قتل افسوس تھا کہ ایک بدوی کے ہاتھ مارا جارہا ہے۔ (المہاجرین، ص ۳۱، ۳۲)

اہل قریش کے چند تاجروں کے نام

(۱) حضرت خدیجہؓ ۔ اخری ناظم تجارت ۔ رسول اللہ ﷺ ۔

(۲) ابو طالب (۳) ابو سہیل (۴) ابو سفیان (۵) حضرت ابوبکرؓ ۔ پارچہ بافی کا کارخانہ مال لیکر بیرون مُلک جانے کی بات تاریخ میں محفوظ ہے۔

(۶) حضرت عمرؓ ۔ تجارت کا سلسلہ ایران تک پھیلا ہوا تھا۔

(۷) حضرت عثمانؓ ۔ بڑی تجارت کے مالک تھے ۔ بہت سخی اور غنی مشہور ہوئے۔

(۸) حضرت ....

مال تجارت

مختلف اشیا:- ❁ کھانے کے مصالحے ❁ خوشبودار جڑی بوٹی ❁ چاندی ❁ سونا ❁ لوہا ❁ جواہرات ❁ خام کھال ❁ دیگر اقسام۔

قارئین کرام! اس تحریر کا مقصد تاریخ بیان کرنا نہیں ہے ہرگز نہیں۔ مقاصد صرف دو ہیں۔

مقصد: (۱) چوں کہ ہم مسلم ہونے کے مدعی ہیں اور رسول قریش سے تھے۔ اس لئے بسم اللہ قریش کے ذکر سے ہوئی۔

(۲) موجودہ دور میں بے شمار علوم وفنون ہیں ہر شعبہ علم میں بے شمار شاخیں ہیں۔ ہم مسلمان، الحمداللہ موجودہ دور کے علوم وفنون کی قدر و قیمت کو سمجھتے ہیں اور حصول کی کامیاب کوشش بھی نظر کے سامنے آرہی ہے لیکن مدعی اسلام ہونے کے ناطے ہمیں یہ نہیں معلوم کہ ہمارے دعوے کی اساس کیا ہے۔ ہمارا دعوی اور عمل کی فہرست بنانا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ صرف یہ عرض کروں گا کہ اگر

❁ مسلمان گھرانے کا ہوش منداور تعلیم یافتہ فرد سوال کرے اثر (عصر) کی نماز کس کو کہتے ہیں؟

❁ اَرکان اسلام کا مذاق اڑائے۔ بدترین گالیاں نکالے لیکن مدعی کہ ہم مسلم ہیں۔

❁ ادب کے ساتھ عرض ہے کہ یہ غیر تعلیم یافتہ کی بات نہیں ہے تعلیم یافتہ کی بات ہے۔

❁ جن کو بچپن سے ہی موقع نہیں دیا گیا کہ دین اسلام، تاریخ اسلام کو جان سکیں

لیکن مسلم ہونے کا غیر واضح تصور ہے اِس لئے کہ مسلم گھرانے میں پیدائش ہوئی ہے۔ اس طرح کے افراد یا مجموعہ کے لئے ضروری ہے کہ صاحبان دردمند صاحبان علم متوجہ ہوں۔ بصورت کتابچہ لکھا کریں تا کہ عام تعلیم یافتہ خواہ وہ ڈاکٹر ہوں۔ انجینئر ہوں، تاجر ہوں، دیگر علوم وفنون میں نمایاں، لیکن مسلم ہونے کی غیر واضح اسلام ان کو اس طرح کے کتابچہ پہنچے۔ لیکن معیار کے لحاظ سے تھوڑا نیچے اترنا ہوگا تا کہ صرف اس طرح کے تعلیم یافتہ اور اوسط تعلیم یافتہ افراد تک بات پہنچ جائے۔ ایسی تحریک اور تنظیم موجود ہیں جنہوں نے اعلیٰ لٹریچر تیار کیا ہے خواہ تاریخ ہو، اقتصادیات ہو، تمدنی مسائل ہوں، عرضیکہ مسلہ علم اور مسائل حیات پر نظر ڈالی گئی ہے۔ لیکن عموماً ضخیم جلدوں میں۔

رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی۔

ا۔ کہو، ۲۔ عقیدہ رکھو، ۳۔ عمل کرو۔

لا۔ الہ۔ الاّ۔ اللہ محمد رسول اللہ۔

عرب وعجم پر تمہاری حکومت ہوگی۔ شرطوں کی تکمیل کے بعد......

(موجودہ عراق، شام، مصر، فلسطین وغیرہ) عجم میں یورپ کے علاقے، ایران، ترکستان، ہندوستان، افریقہ کے ممالک۔ ہمیں یقین ہے کہ تاریخ اسلام پڑھنے والوں کی نظر سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔ جب تک "دعوت" رسول اللہ ﷺ پر عمل کم وبیش ہوتا رہا اُمت کو محنت کا بدل ملتا رہا۔

لیکن اُمت کی نگاہ میں جب

اپنی ذات۔ اپنی نسل۔ اپنی برادری۔ اپنی زبان۔ اپنا علاقہ۔ اپنا رنگ۔ اپنا مقامی تمدن، اہم ہو گئے وہ سابق بات نہ رہی۔

جب تک "دعوت رسولؐ" پر عمل رہا، اُمت سرخرو رہی حکمراں رہے۔

عدل وانصاف تقسیم کرتے رہے، حکومت کو الٰہی ذمہ داری اور حکومت کا حساب دینے کا یقین اور خوف کہ اخر ایک دن حکمراں حقیقی کو حساب دینا ہے تو بہت مختصر مدت میں دنیا نے دیکھا کہ

(۱) اس کی زندگی محفوظ ہے (۲) اس کی آبرو محفوظ ہے (۳) اس کا مال محفوظ ہے۔

(۴) اس کا سفر بے خطر ہے (۵) اس کا پڑوس باعث رحمت ہے۔ (۶) اس کا تاجر صحیح مال دیتا ہے

(۷) اس کا معالج اس کا سچا خیر خواہ ہے (۸) اس کے حکمراں خزانہ میں صرف عدل وانصاف ہے۔

یہ انقلاب کیوں ہوا؟

زمین اور آسمان کے درمیان جو کچھ ہے، سب خالق کائنات کا ہے۔ مخلوق آتی جاتی رہتی ہے۔ جس دن زمین کی تخلیق بھی ختم کردی جائے گی اور ہر کس وناکس کو حساب دینا ہوگا۔

عمر میں کمایا؟ کیسے کمایا؟؟ کیا خرچ کیا، کس پر خرچ کیا، زندگی کیسی بسر کی؟ یہ وہ ''یقین کامل'' اور ''خوف'' تھا جس پر ''عمل صالح'' کی بے شمار شاخیں نکل آئیں۔

''تخلیق کائنات'' پر غور کرنے کی قرآنی دعوت سے بے شمار علم کے چشمے پھوٹ پڑے۔

ہر علم ''تعمیر'' کے لئے تھا چوں کہ دعاء ''علماً نافع'' کی مانگی جاتی تھی۔

اَب زِینت دعاء کے لئے یہی دعاء آج بھی مانگی جاتی ہے ''عمل صالح'' کے بغیر۔

مزین دعاؤں کا جائزہ لیں۔

دعاء رزق۔ فراوانی کی طلب، قرانی شرط حلال غائب

خرچ۔ اپنی مرضی سے، قرانی شرط سے نہیں

بھیک۔ منع ہے لیکن کیوں منع ہے؟ بھیک نہ مانگو حیا ختم ہوتی ہے، آپ کے مشاہدہ میں بھی بلاناغہ ہر دن یہ لفظ آتا ہے۔

''بھیک'' اب ہماری، پہچان کے نشانات سے ایک نشان ہے۔

(۱) سیاسی بھیک (۲) اقتصادی بھیک

(۳) سڑکوں پر بھیک (۴) درس گاہوں میں بھیک

پڑوس پر مظالم۔ اگر پڑوس عاجز ہوکر حکمِ نبویؐ کے مطابق اپنا سامان گھر سے باہر کردیئے۔

کتنی دیر سامان گھر سے باہر محفوظ رہے گا؟؟

بھوک۔ چالیس قدم کی قربت میں اگر کوئی بھوکا سویا اِس کی پوچھ چالیس قدم کے پڑوس سے ہوگی۔ یہ ایک رات کی بات ہے، فاقہ سے موت اِنسانی آبادی کا مسئلہ لاینحل ہے۔

غذا کے سامان سرکاری گوداموں میں سڑ جاتے ہیں۔ تاجر سامان غذا کی فروخت

روک دیتے ہیں زیادہ قیمت کے انتظار میں۔

تجارتی مال۔(۱)غذا میں ملاوٹ،(۲)دوا جعلی،(۳)میشن کے پاٹ پرزے جعلی

دین۔اب رسومات کا نام۔مساجد کی تقسیم مسالک کے نام پر برادران وطن کے منادر کی تقسیم مختلف دیوتا کے نام پر۔

ماہ رمضان۔مسلم روزہ دار کی تعداد اب کتنی ہے؟

مسلم روزہ دار شرائط روزہ پوری کرتے ہیں؟

زکوٰۃ۔دینے والے۔لینے والے،صحیح حساب اللہ کو معلوم ہے؟

حج۔جن اشخاص نے مسلسل حج کی ڈیوٹیاں (Duties) کی ہیں ان کو یقین ہے کہ صرف اللہ رب العزت کو ہی معلوم ہے حاجی کون؟

ایک بڑے مفکر اسلام کا خیال ہے کہ ساری دنیا کے مصائب کی ذمہ داری ''مسلم'' پر ہے۔وہ سبب بتاتے ہیں۔''صالح عملی زندگی کا نمونہ'' ہر جگہ، ہر سطح، ہر دیار، ہر طبقے میں، میں موجود تھا ان نمونوں کی موجودگی میں ذرائع ابلاغ کی ضرورت نہ تھی۔جب اس ''نمونے'' کی بشری زندگی گذارنے والے نہ رہے تو انسانی آبادی ''نمونوں'' کی غیر موجودگی کے سبب منتشر اور پراگندہ ہوگئی۔

بنوت اور حکومت ایک ساتھ اللہ نے دی۔سلیمانؑ، یوسفؑ اور اس طرح کے دیگر انبیاء، کے نام سے آپ بھی واقف ہیں۔حکومت کی ذمہ داری کا بنیادی تصور ''یوم الحساب'' ہے۔حساب حقیقی حکمراں کو دینا ہے۔خواہ حکومت اور نبوت ایک ساتھ ملی ہو یا علیحدہ علیحدہ جب ''یقین'' 'یوم الحساب اور 'خوف' ختم ہوگیا۔جب'' خلافت'' ختم ہوگئی ملکویت نے حکومت پر قبضہ کیا۔نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

(۱) ممالک عالم میں سیاسی تنظیموں کی مسلسل پیدائش۔

(۲) اقتصادیات عالم کو سدھارنے کی مسلسل ناکام کوشش۔

(۳) انسانی بھلائی کے لئے اِنسانی قوانین، مسلسل ناکامی۔

نتیجہ۔(۱)نسلی جنگیں،(۲)اقتصادی جنگیں،(۳)بھانت بھانت کی جنگیں۔

زمین اللہ کی ہے۔افراد، حکومت کو حساب دینا ہے، یہ عقیدہ غائب ہے۔

اب نصب العین، تحفظات و تعیشات حیات ہے۔

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔

❁ ❁ ❁

باب دوئم

(۱) سعودی عرب کا جغرافیہ محل وقوع۔ چوہدی۔ موسم۔ پانی۔ پیداوار

دنیا کے نقشہ پر نظر ڈالیں۔ جزیرۃ العرب کے تقریباً تین حصہ میں سعودی عرب ہے۔ تقریباً ڈھائی لاکھ مربع میل۔

چوہدی۔ مغرب (West) میں، بحر احمر (Red Sea) اس بحر احمر کے دوسرے کنارے سے براعظم افریقہ شروع ہوتا ہے۔ سعودی عرب کے قریب کے ممالک سوڈان (Sudan) حبش (Etopia)، مشرق (East) میں، خلیج فارس یا خلیج عرب ہے۔ خلیج کے ممالک میں ایران، بحرین، متحدہ عرب امارات ہیں۔ شمال (North) میں، اردن (Jordan) عراق، کویت ہیں۔

جنوب (South) میں، دونوں یمن۔

راستے (۱) بری راستے (خشکی راستے)

(۲) بحری راستے ساری دنیا سے

(۳) ہوائی راستے ساری دنیا سے

بری راستے (خشکی راستے)

یورپ سے خشکی راستوں کی واقفیت ہمیں نہیں ہے لیکن البانیہ سے (Albania) کے حجاج کرام کا قافلہ سرحد کویت پر بار بار دیکھا ہے۔

دیگر ممالک سے بری راستے ہیں۔ خصوصاً عراق، اردن، ایران، شام، ترکی، پاکستان، ہندوستان سے بھی قافلہ حجاج کرام دیکھنے کو ہر سال ملتے رہے ایران اور ترکی کا قافلہ حجاج، ان کا نظام سفر یادگار کے طور پر آج بھی ذہن میں محفوظ ہے۔

ہراول (Pilot)۔ وسط میں حجاج، روان (Mobile) اسپتال۔ روان کچنہ (Mobile Kitchen) سب متحرک سب نظام کے شدید پابند۔

باب دوئم

(۱) سعودی عرب کا جغرافیہ محل وقوع۔ چوہدی۔ موسم۔ پانی۔ پیداوار

دنیا کے نقشہ پر نظر ڈالیں۔ جزیرۃ العرب کے تقریباً تین حصہ میں سعودی عرب ہے۔ تقریباً ڈھائی لاکھ مربع میل۔

چوہدی۔ مغرب (West) میں، بحر احمر (Red Sea) اس بحر احمر کے دوسرے کنارے سے براعظم افریقہ شروع ہوتا ہے۔ سعودی عرب کے قریب کے مما لک سوڈان (Sudan) حبش (Etopia)، مشرق (East) میں، خلیج فارس یا خلیج عرب ہے۔ خلیج کے ممالک میں ایران، بحرین، متحدہ عرب امارات ہیں۔ شمال (North) میں، اردن (Jordan) عراق، کویت ہیں۔

جنوب (South) میں، دونوں یمن۔

راستے (۱) بَرّی راستے (خشکی راستے)

(۲) بحری راستے ساری دنیا سے

(۳) ہوائی راستے ساری دنیا سے

بَرّی راستے (خشکی راستے)

یورپ سے خشکی راستوں کی واقفیت ہمیں نہیں ہے لیکن البانیہ سے (Albania) کے حجاج کرام کا قافلہ سرحد کویت پر بار بار دیکھا ہے۔

دیگر مما لک سے بَرّی راستے ہیں۔ خصوصاً عراق، اُردن، ایران، شام، ترکی، پاکستان، ہندوستان سے بھی قافلہ حجاج کرام دیکھنے کو ہر سال ملتے رہے ایران اور ترکی کا قافلہ حجاج، ان کا نظامِ سفر یادگار کے طور پر آج بھی ذہن میں محفوظ ہے۔

ہراوّل (Pilot)۔ وسط میں حجاج، روان (Mobile) اسپتال۔ روان کچنہ (Mobile Kitchen) سب متحرک سب نظام کے شدید پابند۔

تفتیش کی چوکیاں (Check Points)۔سعودی حکومت کا نظام،اُن کے ذمہ داروں کی عالی کارکردگی لائق احترام،قابل تعجب،تفصیل کا موقع نہیں اور مناسب بھی نہیں۔

اس وقت شہر دربھنگہ کے ایک حاجی صاحب کا تذکرہ ضرور کروں گا۔مختلف پہلو سے آپ بھی غور کریں۔ایک صاحب وراثت حسین نامی تھے۔مقامی ڈاک خانہ میں ڈاکیہ تھے۔ نوکری کی مدت مکمل کر لی۔پنشن کے دور میں آئے۔شہر دربھنگہ سے عازم حج ہوئے سواری؟ جی ہاں سائیکل۔سنا ہے چند حضرات ساتھ ہوئے۔راستہ میں ساتھیوں کی تعداد کم ہوتی رہی پھر اکیلے ہو گئے،ہندوستان،پاکستان،ایران،عراق کا سفر کرتے ہوئے سعودی عرب میں داخل ہوئے۔نئی سائکلیں،کچھ دور ساتھ دینے والے ملتے رہے۔ابراہیمؑ کی پکار کو ان کے کانوں نے بھی سنے اور پکار کا حکم دینے والے نے ان کو بخریت پہنچادیا اللہ کا یہ مہمان شاہ فیصل کا مہمان بھی بنا۔قارئین کرام غور فرمائیں۔ساٹھ سال کی عمر کے بعد پنشن سائیکل کا سفر،راہ کی دشواریاں، بہ شکل زبان،غذا،موسم،پانی،لباس،سب کو دھیان میں رکھیں،لیکن اگر طلب صادق ہو تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں۔"

پانی۔(۱) دریا ایک بھی نہیں
(۲) پانی کے چشمے بے شمار
(۳) میٹھے پانی کے چسمیے وافر

سمندر کے پانی سے نمک خارج پانی (DE-SALINE WATER) اب اس پانی سے ساری ضرورت ہوتی ہے۔(DE-SALINE PLANTS) اب کافی تعداد میں ہیں۔ (۱۹۶۵.) میں یہ پانی الخبر (ALKHABAR) سے لانا ہوتا تھا تاکہ کھانا پکایا جائے، پیا جائے، کپڑے دھوئے جائیں،مستورات سر دھوئیں۔

غذائی پیداوار

سبزی، گوشت، برف میں محفوظ شدہ لبنان (Lebnan) سے درآمد ہوتی۔ دیگر

ممالک سے بھی درآمد ہوتی۔ رفتہ رفتہ حالات بدلے۔ (Import) درآمد کے بجائے اب سعودی عرب (Export) برآمد کرنے کی حالت میں آ گیا۔ وقت، محنت، خرچ کا بدل اللہ نے دیا۔

جن لوگوں نے منطقہ الشرقیہ (Eastern Province) میں الا حصا، کا علاقہ دیکھا ہے۔ اُنہوں نے موجودہ اصطلاح میں (Water-Harvesting) کی زندہ مثال دیکھی ہے۔

پانی کے چشموں سے بہتے پانی، مختلف سمت میں، مختلف جگہ سب کو ایک کشادہ نہر میں تبدیل کر دیا ہے۔ زمین پر کھیتی کے علاوہ شاداب پہاروں پر نہر سے پانی کس طرح پہنچا گیا ہے۔

عینی مشاہدہ کی ضرورت ہے۔ جن لوگوں نے سعودی عرب میں قیام کے باوجود اب تک نہیں دیکھا ہے وہ ضرور ایک عظیم تجربہ کی دید سے محروم ہیں۔

سبزی کے چند نام۔ بند گوبھی۔ (ملفوف)

پھول گوبھی۔ (زہرہ)

بیگن۔ (برنجان)

ٹماٹر۔ (بندورہ)

کھیرا۔ (خیاء) وغیرہ وغیرہ

انڈے اور مرغیاں (Poultry) پہلے درآمد (Import) برف میں محفوظ۔ بعد میں زندہ مرغی اور انڈے مقامی پالٹری سے بڑی کثرت سے برآمد ہونے لگیں۔

غلہ۔ گندم (Wheat) درآمد پر گذر تھی پھر وقت آیا ملک کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ علاوہ ہر سال روس کو چالیس لاکھ ٹن سے زیادہ برآمد (Export) ہوتا۔ جدہ شہر میں بہت بڑا (Silos) قائم ہوا۔ آٹے کی بوریا بڑے وزن کی، اور آٹے کے پیکٹ ایک کیلو وزن کا دستیاب ہوا۔

چاول۔ درآمد سے ضرورت پوری ہوتی ہے۔ امریکہ کا ''اَبُو بِنت'' (تجارتی نام)

ہر جگہ دستیاب تھا۔ بعد میں پاکستانی چاول کی کھپت ہونے لگی۔ ہندوستان کا چاول رفتہ رفتہ چھا گیا۔ چاول پیدا کرنے کی کوشش کس حد تک کامیاب ہوئی نہیں معلوم (۱۹۸۶ء) سال تمام ہونے پر واپسی ہو چکی تھی۔

مکئی۔ باجرا...... ایک واقعہ کی یاد اور شرمندگی کا احساس۔

واقعہ یوں ہے کہ...... ایک بار میڈیکل ریلیف لیکر ایک مقام پر جانا تھا۔ یہ جگہ جدہ سے جیزان اور یمن کی شاہ راہ پر ہے لیکن شاہ راہ سے ہٹ کر۔ یہاں سیلاب سے بستیاں متاثر ہوئی تھیں۔ راستے میں زراعت ہوتے دیکھا۔ حبشی عورتیں اور مرد ان کے سروں پر مقامی گھاس سے بنے ہوئے بڑے بڑے ہیٹ (Hat)۔ اپنے کام میں مشغول غالباً باجڑے کی کھیتی کے لئے فصل بوئی جا رہی تھی۔ موسم گرما، ریت پر کھیتی اس وقت تک مغرب کا دیا ہوا تصور دماغ پر چھایا ہوا تھا۔

(۱) ریگستان ہے، (۲) پانی نہیں ہے، (۳) موسم موافق نہیں ہے، (۴) عوام آرام پسند ہیں۔ بعد کے حالات نے ثابت کیا کہ

☆ سیاسی پروپگنڈا تھا۔

☆ اقتصادی پروپگنڈا تھا۔

☆ اقتصاد کے ذریعہ سیاسی غلامی میں قید رکھنا مقصد تھا۔

قارئین کرام، دو واقعہ پر دھیان دیں۔

(۱) اسی سعودی عرب میں سبزی، گوشت، مرغی، انڈے، گندم وغیرہ وغیرہ درآمد (Import) پر گذر ہوتی تھی۔ پھر برآمد (Export) کی منزل پر کس طرح رسائی ہوئی۔

(۲) آج اسرائیل دنیا کا ایک برآمد کرنے والا ملک ہے (Citric Fruits) میں ایک کتاب کا ذکر کر رہا ہوں قارئین سے گذارش ہے ضرور مطالعہ کر لیں۔

Future Economic order & Muslim World

اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ مسلم ممالک امیر ترین ہیں۔

☆ کھیتی کی زمین میں

☆ پانی کی دستیابی میں

☆ معدنیات کی دولت میں

☆ جانوروں کی دولت میں لیکن مسلم ممالک غریب ہیں غریب ترین ہیں۔ کیوں؟ جواب اِسی کتاب میں ملے گا۔

روغنیات۔(۱) زیتون کا تیل

(۲) مکئی (بھٹا) کا تیل اس طرح استعمال ہوتا ہے جیسے بہار صوبہ میں سرسوں کا تیل۔ بنگال میں ناریل کا تیل۔

لحمیات (گوشت)۔(۱) اُونٹ (۲) بھیڑ (۳) تلی (۴) دُنبہ (۵) درآمد کیا ہوا۔

قصہ الکبیر کا۔ یہ ایک تجارتی نام ہے (Trade Name) خصی کا گوشت (Mutton) جو ہندوستان سے سعودی عرب میں درآمد ہوتا تھا۔ مانگ بہت زیادہ تھی۔ بلجیم کی ایک کمپنی نے اِسی نام سے برآمد شروع کیا۔ خارجی شکل پیکٹ کی ہندوستانی الکبیر کی تھی۔ ہندوستان کے ''الکبیر'' میں ملاوٹ ثابت ہوئی۔

(Food Labs) بہت اعلیٰ قسم کی موجود ہیں۔ سعودی عرب نے پابندی عائد کردی معلوم نہیں زرمبادلہ میں ہندوستان کو کتنا نقصان ہوا۔

سواری کے ذرائع: صحرا میں چلنے والے موٹر کارس مع مخصوص ٹائر۔ لیکن اُونٹ، گدھے، خچر، آج بھی موجود ہیں۔

پھل: (۱) کھجور............ اَقسام چارسو (۴۰۰) سے زیادہ۔

(۲) انگور........... اندرونِ ملک کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ خصوصاً مدینہ اور طائف کے انگور کی قسم بہت اعلیٰ ہے۔

(۳) انار...... مقدار اور قسم کے اعتبار سے ہندوستان پاکستان سے اعلیٰ خصوصاً طائف کے مخصوص قسم کے انار۔

(۴) تربوز...... غذا بھی پانی بھی۔

(۵) مدینہ کے قریب آم کے باغات...... کامیابی کس حد تک ہوئی نہیں معلوم۔

(۶) انجیر (Figs)...... کالطیفہ...... موسم طین میں دکان کے اندر ایک نیا پھل نظر آیا۔

شکل کاغذی لیموں، سائز تقریباً وہی۔ جلد سپاٹو (سپاٹا) کے جیسا۔ دریافت کیا یا علی کون سا پھل ہے؟ جواب ''طین'' بات سمجھ میں نہیں آئی۔ چہرہ سے ظاہر تھا۔ علی دکاندار نے کہا ''یا دکتور الطین وزیتون...... وطور'' میں نے کہا علی بس بس۔

لیکن ''طین'' ہندوستان میں گول، خشک چمڑے کی طرح۔ بیچ میں سوراخ اور اس کے لچھے رسی میں عطار کی دوکان میں دوا کی طرح استعمال، یہ تازہ پھل بہت شاندار، ذائقہ، نرم گودہ، پھلوں کی فہرست غیر مکمل ہے صرف معروف پھلوں کا تذکرہ ہوا ہے۔

میوے: کاغذی بادام۔ اَخروٹ، کشمش، مُنقّیٰ (انگور سے)

معدنیات

سرِ فہرست تیل ہے (زیت) (Oil)

آپ کو معلوم ہے تیل کی دولت نے کس طرح سعودی عرب کی شکل بدل دی۔ اس خزانہ کی خبر پر دنیا کے ممالک میں کتنی رسہ کشی ہوئی اور جاری بھی ہے۔ اس وقت بھی دنیا میں تیل اور گیس کی پیداوار کی، جس جس ملک میں خبر مل رہی ہے مثلاً ''بنگلہ دیش''، ''تاجکستان'' وغیرہ اس طرح کے تمام ممالک کو ''مغربی ممالک'' کی طرف سے کن کن مسائل کا سامنا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے توسط سے آپ بھی جانتے ہیں۔

سعودی عرب میں صرف تیل اور گیس کی اکیلی دولت نہیں ہے دیگر معدنیات کی فہرست بہت طویل ہے۔

ان معدنیات کا تھوڑا حال ایک اخبار سے ملتا تھا۔ اس اخبار کا نام (غالباً) آرامکو نیوز تھا۔ زبان انگریزی میں۔ چند سطور میں مختصر خبریں ہوتی تھیں اور مُلک میں معدنیات کی

موجودگی کی خبر بھی۔ غرض کہ معدنیات کی فہرست بہت طویل ہے۔ اہم دھاتوں میں یورنیم اور سونا وافر مقدار میں موجود ہے۔ اب تذکرہ اِن پتھروں کا جو عمارات اور دیگر کام آتے ہیں۔ نہ واقفیت ہے اور نہ ضرورت۔ ایک یاددہانی جو مسلم اجانب ایک عرصہ سے مقیم ہیں ان قدیم مسلم حضرات کو یاد ہوگا کہ خانہ کعبہ کا وہ حصہ جہاں طواف کیا جاتا ہے، ریت سے ڈھکا ہوا تھا۔ طواف میں تلوں میں پھولے پڑ جاتے۔ ہوائی چپل کا استعمال ہوتا تھا۔ رات کا وقت طواف کعبہ کے لئے پسند کیا جاتا۔ اب اس مقام پر پتھر ہیں جو گرم نہیں ہوتے۔ مقیم پاکستانی نے بتایا کہ پاکستان کے فن کا نمونہ ہے۔ پتھر کے نیچے فلاں فلاں کمیاء سے ٹھنڈک پہنچائی گئی۔ بعد میں حقیقت معلوم ہوئی۔ یہ پتھر ہے گرم نہیں ہوتا ملک کے اندر پایا جاتا ہے۔

پاکستانی کا یہ بیان نیشنل اِزم (Nationalism) کی مثال تھی۔

باب سوئم

(۱) سعودی عرب کا تعارف

(۲) چند اصطلاحیں

(۳) ملک کا قیام اور اس کا نام

(۴) قبائل

(۵) منطقے آبادی

(۶) تقویم

(۷) سامی زبانیں

(۸) سعودی گھرانہ

(۹) ایک مغربی مؤرخ

(۱۰) تاریخ سے چند نمونہ ڈائری کی شکل میں

(۱۱) دُور فیصل پر ایک نظر

قارئین سے معافی کی طلب، آگے کی تحریر پڑھنے سے پہلے ذہن میں محفوظ کرلیں کہ، کسی تاریخ کا تذکرہ بہ تسلسل نہیں ملے گا۔ تاریخی واقعات کو بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ صرف (۱) منتشر تاریخی واقعات (۲) مختلف حالات (۳) مختلف زمانے (۴) مختلف اشخاص کا تذکرہ آئے گا۔

ان غیر مکمل تصاویر سے ضرور ایک ذہنی تصویر ابھرے گی اور ایک اجمالی خاکہ آجائیگا۔

چند اصطلاحیں

(۱) امیر۔ کمانڈر، قومی قائد، اب اِس زمانہ میں شاہی گھرانے کے افراد، مقامی انتظام کرنے والا سربراہ (Local Administrator)

(۲) اِبن۔ (واحد) مثلاً احمد بن عمر۔

(۳) بنی۔ ایک قبیلہ جو ایک شخص سے شروع ہوا۔

(۴) اخوان۔ (برادران) بخد میں (۱۹۱۲) میں ابن سعود نے صحرا میں نخل کے قریب ایک نئی آبادی قائم کی۔ اس نئی آبادی سے سلطنت کی وسعت اور دیگر اُمور میں کافی مدد ملی۔ پھر ایک وقت آیا، اخوان کا دخل اُمور سلطنت میں زیادہ شروع ہوگیا تو ایک وقت مقابلہ کا آیا۔ حکومت وقت کامیاب ہوئی اخوان پر قابو پالیا گیا۔

(۵) امام۔ آگے/ لیڈر/ ملک کا سربراہ جیسے امام یمن۔

(۶) شریف۔ نسل رسولؐ سے مثلاً شریف مکہ۔ شاہ حسین مرحوم۔

(۷) محمل۔ غلاف کعبہ۔ کسی زمانہ میں قاہرہ اور دمشق سے آتا تھا۔ اب مکہ میں اس کا کارخانہ ہے۔

عقل مند دُشمن۔ نسل، رسول یعنی بنی ہاشم، رسالت رسول کریم سے پہلے بھی موجود تھی اور بعد رسالت بھی موجود رہی۔

رسولؐ کا اپنی بیٹی فاطمہؓ کو انتباہ۔ یوم احتساب کے سلسلہ میں، عام مسلمان کتاب،

اور علماء کے وعظ کے وسیلہ سے واقف ہیں۔لیکن ''عقل مند دشمن'' نے بڑی ہوشیاری سے اہمیت نسل کو دوام بخشا۔میری غرض یہ عرض کرنے کی ہے کہ ''ابوالحکم'' نام اصل ہے۔رسول کریمؐ نے ''ابوجہل'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔

عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب۔رسول کریم کا اپنا چچا تھا۔(سیرۃ المصطفیٰ ،ص ۲۰۸)

بعد رسالت کے شجرہ کی طویل ترین فہرست میں ''شریف مکہ'' اور ''شاہ حسین'' کا نام آتا ہے۔''شریف مکہ'' کا بنی ہاشم سے ہونا،اس حقیقت کو برطانیہ نے کس طرح استعمال کیا۔تفصیل اگر چاہیں تو (Desert King) کتاب کا مطالعہ کریں اور اب مرحوم ''شاہ حسین'' کے بارے میں چند سطر۔

گذشتہ کی اخباری خبروں کو ذہن میں تازہ کریں۔

مرحوم شاہ حسین لندن میں کینسر (Cancer) کا علاج کراتے رہے۔صحت ہوئی ،لندن کے ہوائی پورٹ (Air Port) سے امان (Amman) پر اترے، جہاز کے پائلٹ (Pilot) ان کے غائبانہ میں حکومت کا ذمہ دار، اِن کا نمائندہ،عربی نسل مسلم گھرانہ کا بیٹا تھا۔نام بروقت یاد نہیں آرہا ہے۔چند دن کے قیام کے بعد پریس کی اطلاع کے مطابق علاج کے لئے امریکہ گئے۔اس سفر سے پہلے موجودہ حکمراں شاہ عبداللہ کو ولی عہد بنایا۔شاہ عبداللہ کی والدہ ماجدہ کا ایک اہم انتباہ۔ملاحظہ فرمائیں:

Times of India - Patna - 25th August 2000/ Noor Talks Globalization. Aspen (Clorado) Queen Noor of Jordan once waited tables and was a maid at this ski resort. On Tuesday she returned to talk about globlization. Speaking at the Aspen intitute the widow of Jordan's king Hussein Warned that world powers must be wary of the potential of globlization to "Homogenize" Cultures into extinction. "We must forget this new global system is made of billions of face, a voice and a right to participate" Said Noor (49) Born to a christian Aral-Famely and raised in washington, Noor graduated from Proinceton University and went to Jordan to work on an airport desing project. She met the king in Amman converted to Islam and became his fourth wife in 1978.

محترم قارئین مندرجہ اخبار کی خبروں پر دوبارہ نظر ڈالیں اور ذیل کے نکات پر دھیان دیں۔

(۱) کینسر(Cancer) کاعلاج لندن میں شفا ہوگئی۔

(۲)علاج کے لئے امریکہ گئے کینسر باقی ہے۔

(۳)اُردن(Jordan) کے تخت پرحکمراں مقرر ہوئے۔

اب ماضی قریب کے چند واقعات کی یاددہانی۔

(a)ایران کے رضا شاہ پہلوی۔انقلاب ایران، رضا شاہ ایرانی دولت کے ساتھ امریکہ میں پناہ گزیں۔ اِن کی (رضا شاہ) مختلف بیماریوں کا اعلان، اِن کا علاج، امریکہ میں ماہرین علم طِب کا طریقۂ علاج پر اعتراض۔ اِن کی موت۔اخبار اور تواریخ کا مطالعہ کرنے والوں کے ذہن میں آج بھی محفوظ ہے۔

مغلوب ممالک کے غلامی کا ذہن رکھنے والے حکمرانوں کا یہی حال ہمیشہ رہا۔تاریخ عالم سے یہی سبق ملتا ہے۔

اس موضوع پرخواہش کے باوجود۔بس۔

سعودی عرب، ظاہر ہے جس ملک کی بات ہورہی ہے۔اس ملک کا تعارف چند سطور میں ضروری ہے۔(۱۹۳۲) میں ملک کا نام''سعودی عرب''اس کے معمار اعظم ابن سعود نے رکھا۔اس حکمراں کے گھرانہ کی تاریخ ''درعیہ'' سے شروع ہوتی ہے''درعیہ'' نجد میں ہے۔ مقامی حکمراں گھرانہ تھا رفتہ رفتہ (۱۹۵۳۔۱۸۸۰) کے دوران توسیع سلطنت ہوتی رہی اور موجودہ سعودی عرب وجود میں آگیا۔

ملک کا نام۔نام پراعتراض،سعودی عرب میں، چند سعودی سے سنا۔ اس طرح کے اعتراض کا جواب ایک مغربی مورخ نے دیا ہے۔(D. King)

(۱) عثمان ترک نے اپنی سلطنت قائم کیا۔ نام''سلطنت عثمانیہ'' رکھا، بعد میں خلافت عثمانیہ کہلائی۔تفصیل کے لئے اہم کتاب(The Ottomon Centruies)

English (662) Pages Rise and fall of Turkish Empire By Lord Kinoyoss New York (1977)

(۲) ہندوستان کا نام بھارت ہے۔ سرکاری نام بھی یہی ہے۔ اِس کا تعلق بھی ایک شخص سے ہے۔ اِس شخص کی پیدائش کے سلسلہ میں ''وشوامتر'' اور ''منیکا'' کا نام آتا ہے۔ ''بھرت'' بیٹے کا نام۔

قبائل کی تعداد...... غالباً چالیس...... علاقوں کے نام پر قبائل کا نام ہے۔

مثلاً۔ الغامدی: علاقہ غامد

القحطانی: علاقہ قحطان

الدوسری: علاقہ الدواسر وغیرہ۔ خاندان کی نشان دہی لفظ ''بنی'' سے ہوتی ہے۔ ''ذات'' کا تصور خالص ہندی ہے۔

منطقے، صوبے۔ موجودہ تعداد اطلاح ہمارے پاس نہیں۔

آبادی۔ ریکارڈ یعنی مردم شاری ہنوز نہیں ہے۔

تقویم۔ (کلینڈر) ہجری یعنی قمری حساب (۳۵۴) دن (۳۵۲) دن

شمشی یعنی عیسوی کلینڈر (۳۶۵) دن

شامی زبان کی شاخیں۔

(۱) HEBREW

(۲) AROMIC

(۳) SYERIAN

(۴) ARABIC

اس وقت عربی تقریباً ۱۰۰ ملین کی زبان ہے۔ اُمید ہے کہ ایک بین الاقوامی زبان کی حیثیت اختیار کر لے۔

سعودی گھرانہ غیر معروف اجداد جن سے یہ گھرانہ وجود میں آیا، ان کا نام ابن مقرن تھا۔ ان ہی کی نسل میں وہ شخص پیدا ہوا جس نے موجودہ سعودی عرب کو وجود بخشا۔ عرب قبائل

(۱۱) الحربی قبیلہ۔ کو مدت سے حق حاصل تھا کہ حجاج، حج کے لئے خشکی راستوں سے گذرتے خصوصاً مصر سے اور دمشق سے تو اِن کی حفاظت کرتے اور حفاظت کی اجرت لیتے کئی بار ایسا ہوتا قبیلہ حرب کے خیال میں اجرت کافی نہیں ہوتی اور قافلہ حجاز کے مطابق رقمِ مطلوبہ زیادہ ہوتی۔ اس کش مکش میں قافلہ حجاج لوٹ بھی لئے جاتے۔ شریف حسین مکہ نے اپنے دورِ حکومت میں اس طرح کے واقعات کی طرف توجہ نہیں دی۔ عبدالعزیز بن سعود نے اپنی حکومت کے دور میں اخوان کی مدد سے اس ناپسندیدہ عمل کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ اخوان نے نظم اپنے ہاتھ میں لیا۔ چور کے ہاتھ کٹے، دیگر جرائم کی سزا شرعہ کے مطابق شروع ہوئی پھر وقت آیا راہ گیر اگر مال پڑا دیکھتا تو سزا کے خوف سے اس کے پاس نہیں جاتا۔

نوٹ کرلیں۔ مدینہ سے صنعا تک، اکیلی عورت اونٹ پر، محفوظ پہنچ جائے۔

موازنہ کریں۔ اپنے ملک میں خاص کر صوبہ بہار۔ (۱) ٹرین (۲) بس (۳) ذاتی سواری (۴) دیگر سواریاں، پر مسافر گھر سے روانہ ہو کر منزل سلامتی کے ساتھ آیا، نئی زندگی پائی۔

(۱۲) مئی (۱۹۳۹) میں تیل کی پہلی کھیپ روانہ ہوئی بُرآمد (Export)

(۱۳) جدہ مارچ (۱۹۴۲) میں امریکہ .U.S.A نے اپنا ناظم اعلیٰ مقرر کیا۔

(۱۴) بادشاہ ابن سعود کا انتقال ۹ر نومبر (۱۹۵۳)، (۷۳) سال کی عمر میں ہوا۔ ریاض میں دفن کیے گئے قبر پر کسی طرح کی علامت نہیں۔

تاریخ کے منتشر اوراق کی جھلکیاں...... پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ کوئی واقعہ تسلسل سے بیان کرنا مناسب نہیں اور ممکن نہیں۔ اگر ایسا کیا جائے تو نفس مضمون، مقصدِ تحریر پس منظر میں چلا جائے گا۔

مغربی مورخین کے خیالات

تدبر، صلاحیت، انسانیت، اخلاص، ایمان باللہ کے ذریعہ حکومت وجود میں آئی۔

جس ایمان باللہ کا تذکرہ آیا ہے ایک عیسائی مؤرخ کی رائے سن لیں۔

لا۔الہ۔اِلّا۔اللہ۔محمد رسول اللہ

اسلام کی خوش نصیبی اس کا کلمہ ہے۔

Short of all Creads	مختصر ترین عقیدہ
Simplest to under stand	عقل کے لئے آسان ترین۔
Solace during manual labour	جسمانی محنت کے وقت کلمہ تسکین۔
Scholars study them whole life	صاحبان علم تا حیات (اس عقیدہ کا) مطالعہ کرتے ہیں۔
On the lips of pious muslims	دین دار مسلم کی زبان پر جاری۔
Lullby from Mothers	مائیں بچوں کو (نیند) کی لوریاں دیتی ہیں۔
A war cry	حالت جنگ میں نعرہ۔

''تعریف اور خوشامد سے بادشاہ کبھی بے راہ نہیں ہوا، طاقت اس کے پاس موجود تھی۔لیکن شدت سے اس کا یقین تھا کہ اصل طاقت والا اور ہر جگہ موجود رہنے والا دیکھ رہا ہے۔مدد کرنے کی خواہش، سخاوت، عربوں میں پہلے سے موجود تھی جب قبائل میں اپنی اپنی حکومت تھی تب بھی قومی مزاج یہی تھا۔''

''بادشاہ کبھی بھی لالچی نہیں تھا۔ ہر گز نہیں، پیسے کی کمی تھی، حکومت چلانی تھی۔دینے والے اپنی اپنی مصلحت دیکھ کر دیتے۔چوں کہ ان سے غرض وابستہ ہوتی، برطانیہ نے (۲۰۰۰) پونڈ سالانہ دیا۔فلبی (Philbily) نے چار توپ خانہ آدمی کے ساتھ، دس ہزار رائفل، بیس ہزار پونڈ/ برائے خرید اونٹ تین ماہ تک پچاس ہزار علاوہ۔

مثال ایک ذمہ دار باپ جس پر اولاد کی ذمہ داری ہے، رشتہ داروں کی ذمہ داری ہے۔اور ذرائع قلیل تو (۱) قرض لے گا (۲) ہدیہ قبول کرے گا (۳) مدد قبول کرے گا۔

آج بھی ممالک عالم ضرورت مند ملک کو قرض دیتے ہیں سود پر، شرائط بے شمار کے ساتھ، بھانت بھانت کی مدد کرنے والے صرف ''انسانیت'' کی بنا پر؟ ایسی حماقت کوئی

نہیں کرتا۔

''عرب ملکوں کا ایک خاصہ یہ رہا ہے کہ ہر عرب کو یہ حق تھا جاہلی دور میں بھی تھا کہ وہ اپنے حکمراں کے پاس براہ راست جائے، بادشاہ ابن سعود نے اس رسم کو جاری رکھا۔ سختی سے اس اصول پر کاربند رہے۔''

واقعات بیان کئے جاتے ہیں کہ جب بادشاہ غیر ملکی سفیروں سے گفتگو میں مشغول ہوتے اور اس درمیان کوئی بدو یا شہری آ گیا۔ بادشاہ کو صرف ان کے نام سے مخاطب کرتا۔ بعد میں پھر سفیروں سے مشغول گفتگو ہوتے، بعد میں بکثرت آنے والے اور دیگر کام کا بوجھ بڑھا، تو ایک محکمہ قائم کیا گیا۔

یہاں عوام اپنی ضروریات یا شکایت درج کراتے، شکایت مقامی امیر کی ہو یا صوبے کے امیر کی ہو یا خود بادشاہ وقت کی ہو، سختی سے حکم تھا۔ (۱) درخواست کو دبایا نہ جائے۔ (۲) درخواست کو غائب نہ کر دیا جائے (۳) درخواست کو تبدیل نہ کر دیا جائے (۴) درخواست کو پیش کرنے میں دیر نہ کی جائے۔

قیام الدمام کے زمانے میں سعودی تاریخ کا ایک اہم شخص جن کا اسم گرامی ''بن جلوی''، مختصر نام لکھا ہے ان چالیس افراد میں تھے جنہوں نے ریاض پر قبضہ کیا تھا۔ ان صاحب کو دیکھا، یہ مرکزی اسپتال آئے تھے۔ آنے کی غرض معلوم نہیں، ایک سعودی موصوف نے بتایا یہ ''بن جلوی'' ہیں ساتھ میں پولیس یا فوج کا دستہ نہ تھا، اس وقت وہ صوبہ الشرقیہ کے امیر یعنی گورنر تھے۔ موصوف سعودی نے بن جلوی صاحب کو بتایا یہ طبیب ہندی ہے۔ ریاض کی فتح کی تاریخ پہلے سے معلوم تھی۔ میں نے عقیدت سے سلام علیکم کہا۔ وقفہ وقفہ پر واقعات کا تذکرہ آئے گا پھر اپنے ملک سے موازنہ کا موقع بھی آئے گا۔ اس وقت صرف جنتا دربار (Janta Darbar) کی کوشش اور اس کا حاصل یاد دلاؤں۔ انصاف کے حصول کے لئے جنگل کی مقدار میں قوانین اور مقدمات کا فیصلہ، فیصلہ کا دارمدار آپ کی نظر کے سامنے ہے۔

❀ ❀ ❀

اَوّل جنگ عظیم (Firts World War)

امید ہے قارئین میں چند ضرور ایسے موجود ہیں جو جنگ عظیم اوّل کی شروعات کے باب سے واقف ہیں۔ ''اوّل جنگ عظیم کے خاتمہ پر لندن میں کانفرنس ہوئی۔ شرکت کی وت ''شریف مکہ'' کو دی گئی۔ ابن سعود کو دعوت نامہ نہیں دیا گیا۔ اس کانفرنس کے فیصلہ سے نہ 'شریف مکہ''، مطمئن ہوئے اور نہ ابن سعود۔

اس موقع پر برطانیہ کی دوہری پالیسی (Double Speak) کا طریقہ کار کھل کر سامنے آیا۔

(۱) برطانیہ نے ابن سعود کو خلیج فارس (Persion Gulf) کے علاقہ میں اُن کی آزادی کی دعوت دی تھی۔

(۲) برطانیہ نے قاہرہ (مصر) کی کانفرنس میں ''شریف مکہ'' کو پورے عرب کا حکمراں بنانے کا وعدہ کیا۔

(۳) برطانیہ نے لندن کانفرنس میں وعدوں کو مسترد کر دیا۔

(۴) ۱۹۱۶ ہی ایک پوشیدہ معاہدہ (Secret Pact)، (۱) برطانیہ (۲) فرانس (۳) رُوس کے درمیان طے ہو چکا تھا۔ اس پوشیدہ معاہدہ کے تحت۔ (۱) فلسطین (۲) شام (۳) لبنان (۴) جورڈان (۵) عراق یہ علاقے برطانیہ اور فرانس کے دائرہ اثرات (Sphere of influence) میں رکھے گئے۔ لیکن (Versaille) میں اتحادیوں کی کانفرنس ہوئی تو لفظ دائرہ اثرات کو بدل کر مینڈیٹ (Mandate) کر دیا گیا۔

مینڈیٹ کا ترجمہ حسب ڈکشری ''فرمان'' ہے۔ دوسرا ترجمہ حکم حاکم بھی ہے۔ اس مینڈیٹ کا فیصلہ لیگ آف نیشن نے کیا۔ اس فرمان کے تحت (۱) شام (۲) لبنان فرانس کو ملے۔ فرمان کا تصور جنرل (Smuts) کا صدر (Wilson) کا تھا۔ اس فرمان کا مقصد بیان کیا گیا کہ یہ مما لک وقتی طور پر بین الاقوامی حیثیت کے ہوئے ہیں لیکن فرمان جاری کرنے والے

کے تحت رہنا ہوگا۔جب اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کی صلاحیت ہو جائے گی تو مکمل آزادی ملے گی۔سرپرست اتالیق یعنی صاحب فرمان یہ سمجھتے تھے کہ ابھی آزادی کے لائق نہیں ہیں۔لیکن علاقہ والے یہ یقین رکھتے کے وہ بالکل آزادی کے لائق ہیں۔ملکی لوگوں کو یقین تھا۔ یہ سب کالونی بنانے والے ہیں۔

اس طرح ان کی انا، یا قومی شناخت مجروح ہوتی ہے۔''

فلسطین کا فرمان سب سے زیادہ افسوس ناک تھا۔ چوں کہ اس کے اندر قدیم صیہونی خواہش کی عکاسی تھی۔برطانیہ نے (۱۹۱۷) میں ہی ''یہودی وطن'' فلسطین میں بنانے کی کہی تھی۔لیکن شرائط کے ساتھ۔

(۱) مقامی آبادی کے دینی اور قانونی حقوق کی پامالی نہیں ہوگی۔ مقامی آبادی اس وقت اس طرح تھی۔عرب سات سو ہزار۔یہود صرف (۷۰) ہزار۔

نوٹ۔دھیان میں ذیل کے واقعات محفوظ رکھیں۔

موجودہ حکومت اسرائیل نے دنیا کے ممالک سے یہود کو جمع کیا ہے۔روس سے ہندوستان سے دیگر ممالک سے۔سابق ''عرب یہود'' اب بہت اقلیت میں ہیں۔باہر سے آکر حکومت کرنے والے یہود، دونوں میں جو کش مکش ہو رہی ہے میڈیا کے ذریعہ آپ بھی باخبر ہوں گے۔اسباب تفصیل ممکن نہیں۔یہاں پر ضرورت ہے صرف اس بات کو ذہن میں محفوظ رکھیں کہ بات صرف ''مشرق وسطیٰ'' کی ہو رہی ہے۔افریقہ کے ممالک کا بٹوارہ اس تحریر میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔مثلاً الجزائر، سوڈان، تونس، خلافت عثمانیہ کے کون کون علاقے روس کو ملے اس کی تفصیل نہیں درج ہوگی۔

میڈیا کے ذریعہ ''نئے اسلامی ممالک'' کی پیدائش کا پروپگنڈا۔

(۱) کرغستان (Kyrgstan) (۲) تاجکستان (Tajikistan) (۳) ترکستان (Turkeminstan) (۴) ازبکستان (Uzbekistan) (۵) قزاقستان (Kazakistan)

ان ممالک کی پیدائش کسی آزادی کی تحریک کا نتیجہ نہیں ہیں، روس کو توڑنے کی

مندرجہ بالا سرخیوں کے تحت بہت لٹریچر لکھا گیا ہے۔ خاص مقصد کو مدنظر رکھ کر۔ عام قاری کے سامنے سچی صورت کبھی نہیں آتی۔ اگر یہ شکل ڈائری تحریر ہو، لیکن عناد۔ الزام۔ بغض سے پاک ،صرف تلاش حق ہو۔ لیکن اس کام کو کون انجام دے؟؟

چند مثال۔ (۱) اُردن (Jordan) میں امریکن نژاد خاتون کے صاحب زادہ حکمراں ہیں۔

(۲) عراق میں اس وقت کے حکمراں کو جنرل قاسم نے قتل کر دیا۔ بعد میں ''بعث'' کے نظریات کے تحت حکومت قائم ہوئی۔ شام (Syria) میں بھی۔ (L: Wing)(R. Wing) کا فرق ہے۔

''بعث'' نظریات کو پڑھنے کا جس قدر لٹریچر مل سکا اس سے ظاہر ہوا کہ......

محمد عرب قومیت کے معمار اعظم ہیں۔ ان کی لیڈر شپ میں عربوں کی حکومت دنیا کے ایک بڑے حصہ پر قائم ہوئی۔ رسولؐ ہونے کا تذکرہ لٹریچر میں نہیں ملا۔ مصنف اس تحریر کے دو ہیں ایک عرب یہود دوسرا اغالبًا عرب نصارا۔ ایک نام میخائل یاد ہے۔

ایک ڈاکٹر کی یاد۔ یاسر نامی ڈاکٹر ہمارے رفیق تھے۔ سالانہ چھٹی پر جانے سے پہلے اپنی ڈارھی صاف کر دیتے۔ سبب دریافت کرنے پر ڈاکٹر صاحب نے بتایا سعودی عرب میں نوکری اور ڈارھی والی شکل ،دمشق ہوائی اڈہ پر رُوک لیا جائے گا۔

ابن سعود کی چند ملاقات

(۱) صدر روزولٹ (Roosevelt) نے دوران ملاقات کہا۔ جرمنی میں یہود پر کتنے مظالم ہوئے اور ابن سعود سے دریافت کیا کہ ان کی رائے میں یہود کی آبادی کا کون سا طریقہ اختیار کیا جائے۔ ابن سعود نے سیدھا جواب دیا جرمنی کا بہترین حصہ یہود کو دیا جائے۔

جب صدر امریکہ نے فلسطین کا تذکرہ کیا تو ابن سعود نے سختی سے انکار کر دیا اور کہا جو مجرم ہیں ان کو سزا نہ دیکر غیر مجرم کو سزا کیوں کر دی جاسکتی ہے۔ عربوں نے یورپ کے یہود کا کبھی کوئی نقصان نہیں کیا یہ تو جرمن تھے۔

(۱) جنہوں نے ان کا گھر، ان کی زمین اور ان کی جان بھی لی۔ ابن سعود نے کہا میں ایک صحرائی ہوں، بدو ہوں اور میں نہیں جانتا صدر امریکہ جرمن کے ساتھ اتنی ہمدردی کیوں رکھتے ہیں۔ صدر نے وعدہ کیا بہ حیثیت صدر امریکہ کسی تبدیلی کے لئے قدم نہیں اٹھائے گا جب تک یہود اور عرب آپس میں رضامند نہ ہوں۔ یہ وعدے غلط تھے۔ ابن سعود کو معلوم نہ تھا کہ جمہوری حکومت میں صدر کا وعدہ ذاتی (Personal) ہوتا ہے۔ جس کی پابندی صدر کی حکومت پر نہیں، اگر ابن سعود نے اس طرح کا وعدہ کیا ہوتا تو اس پر عمل ہوتا۔ ان کی ذات میں صدارت اور حکومت دونوں کی سربراہی شامل تھی۔

(۲) مسٹر ونسٹن چرچل کی ملاقات میں فلسطین پر کوئی خاص گفتگو نہیں ہوئی لیکن مسٹر چرچل شروع سے ہی ''یہودی وطن فلسطین'' میں کے حامی تھے۔

(۳) صدر کے انتقال پر ٹرومین (Truman) نئے امریکہ کے صدر ہوئے۔ انہوں نے عرب ممالک میں اپنے سفراء (Ambesoders) کو طلب کیا اور کہا ''محترم حضرات مجھے افسوس ہے۔ لیکن ان لاکھوں لوگوں کی مخالفت نہیں کر سکتا جو صیہونی کامیابی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ہمارے علاقہ میں اتنی تعداد عربوں کی نہیں ہے۔''

شہد (Honey) زیت یعنی تیل۔ ایک بہت قدیم کہاوت ہے غالباً چینی زبان کی،

شہد پر مکھیاں آئیں۔ ان پر
چھپکلیاں آئیں۔ ان پر
بلیاں آئیں۔ ان پر
کتے آئے۔ ان پر
بھیڑیا آیا۔

''ملک کی آبادی ابھی بھی ساری زندگی کی عادی تھی۔ تعلیم کی ایک حد مقرر تھی، قرآن، احادیث، تاریخ اسلام ایک مخصوص نظریہ کے تحت۔ قوانین سترہویں صدی کے تھے۔ ابن سعود کی ذاتی خوبیاں، صلاحیت اور دیگر انسانی خوبیاں اور ملک کے اس وقت

کے حالات نے مل کر ایک حکومت کو وجود بخشا لیکن ابن سعود نے اپنے بیالیس بیٹوں کو صرف رائج تعلیم دلوائی۔ قرآن، احادیث۔ ملک کی تاریخ، گھوڑ سواری، جنگ اور حاصل شدہ حکومت کی بقا۔ عموماً شکار، مجلس، مسجد، حرم، یہی روزمرہ کی زندگی تھی۔ جب غیر متوقع طور پر تیل کی دولت کی بارش ہوئی جو ہر ضرورت سے زیادہ تھی۔ زندگی کے آخری ایام میں ابن سعود کو ایک ملین سے زیادہ ہفتہ وار ملنے لگا۔ یہ سب بادشاہ کی ذاتی ملکیت تھی۔ رعایا کی ملکیت کا کوئی تصور نہیں۔''

یہاں پر ایک اہم سوال۔ (۱) رسول کریمؐ کے دور میں (۲) خلفائے راشدین کے دور میں دولت آئی، فتح سے، تحائف سے، چندہ سے، زکوٰۃ سے، تمام ذرائع کی آمدنی ''بیت المال'' میں داخل ہو کر رعایا کی ملکیت بن جاتی۔ اس اصول میں تبدیلی کب سے آئی؟

(۱) حضرت معاویہ کے دور حکومت میں ''ذاتی ملکیت'' والا تصور آچکا تھا۔

(۲) ابن سعود جب اتنے دین دار تھے۔ امام عبدالوہاب کی تعلیمات سے متاثر تھے تو پھر ''ذاتی ملکیت'' والا تصور کیوں غالب رہا۔

دوسری جنگ عظیم ختم پر تھی۔ امریکہ اور برطانیہ کے دباؤ پر ابن سعود نے محض رسمی اعلان جنگ جرمنی کے خلاف کیا۔ سعودی عرب کو اس طرح اقوام متحدہ کا اساسی ممبر ہونے کا حق ملا۔ (1945 A.D.) میں فیصل کی قیادت میں سعودی شہزادوں کی ایک جماعت سان فرانسسکو (Sanfrancisco) گئی۔ امریکہ اور یورپ کی سیاحت کے بعد شہزادے یہ جذبہ لیکر آئے کہ اپنے ملک کو ان جیسا بنائیں۔ یہاں بھی محلات بنائے جانے لگے۔ لیکن سابق کی طرح مٹی کے نہیں۔ مجبوراً باہر سے ایسے لوگوں کو لانا پڑا۔ زیادہ تعداد مشرقِ وسطی سے آئی۔ زبان کی سہولت تھی، سبھی آئے۔

فن دان بھی آئے، جعلی فن داں بھی آئے۔ ان ٹھیکہ داروں سے اپنے کو محفوظ رکھنے کے لئے ابن سعود نے اور دیگر شہزادوں نے ''مشیر'' (Advisors) رکھے۔ بادشاہ میں یا شہزادوں میں یہ صلاحیت نہ تھی کہ مشیر کا کے مشورہ کا جائزہ لے سکیں۔ اب چند ''قابل بھروسہ'' دوست پر بھروسہ کیا گیا۔ یہ دوست ٹھیکہ داروں سے بڑی بڑی رقم وصول کر کے، ٹھیکہ

دلواتے۔ ہر ٹھیکہ دار، ہر تاجر، ہر دوست کی خواہش تھی کہ زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کر کے اپنے ملک میں پہنچا دیں۔''

کہانی

راجا کی سواری کا اپنا خاص گھوڑا تھا۔ گھوڑے کی صحت گرنے لگی، حالاں کہ کسی قسم کی کمی نہ تھی راجا کو شک ہوا۔ سائس پر ایک نگہباں رکھا۔ یہ شخص سائس سے مل کر بٹوارہ لینے لگا راجا نے اس پہلے شخص پر نگہباں رکھا۔ اس بار بھی وہی ہوا۔ آخر میں گھوڑا مر گیا۔

اپنے ملک میں خصوصاً یہ بہار میں کسی بھی اسکیم کا کتنا حصہ اس اسکیم پر خرچ ہوتا ہے۔ کیا یہ بیچ کے نگہباں نہیں ہیں؟ ہر جگہ یہی ہوتا ہے۔ کم و بیش دولت ملک سے باہر جاتی رہی۔ ''مشیر کار'' پر ''مشیر کار'' بحال ہوتے رہے۔ نئی دولت کی خبر جب باہر پھیل گئی تو ایک سے ایک دھوکہ باز، جعل ساز کا سیلاب آ گیا۔ سعودی گھرانے پر گھیرا ڈالا گیا۔ دولت ملک سے باہر سیلاب کی طرح گئی۔ اگر دولت ملک کے اندر رہتی تو شاید کم و بیش غریب طبقوں تک ضرور پہنچ جاتی۔'' دھوکہ باز، جعل ساز باہر سے بڑی تعداد میں آئے۔ ملک کی دولت باہر لے گئے۔ لبنان، مصر، سویزرلینڈ، دیگر ممالک میں دولت جمع ہونے لگی۔ سمجھ دار سعودی جنہوں نے دولت کمائی تھی، طریقہ کمانے کا جو بھی رہا ہو وہ بھی اپنی کمائی کو غیر ملک میں جمع کرنے لگے۔ ملک اندرونی طور پر دولت سے خالی ہوتا رہا۔ اس کی مثال اس طرح دی جا سکتی ہے۔ آپ ایک مٹھی نوٹ ایسی جگہ سڑک پر ڈال دیں جہاں بھیڑ بہت ہو۔ فوراً لوٹ مچ جائے گی۔ ہر کسی کی کوشش ہوگی زیادہ سے زیادہ نوٹ پر قبضہ کریں۔

دکانداروں نے بچوں کے لئے کھلونے کی دکان کھولا (Toy Houses) من مانی قیمت رکھا۔ یہی حال مٹھائی کی دکانوں کا تھا۔ بچوں سے ان کے پیسے لئے اب بچوں کے پاس ٹوٹے کھلونے رہ گئے اور مٹھائی کھا کھا کر ان کا معدہ خراب ہو گیا۔

دولت کی فراوانی، بے شمار فضول خرچی، دونوں نے مل کر بہت سے قصوں کو جنم دیا۔

یہی ہوا۔ مغرب نے ایک بنیادی بات پر دھیان نہیں دیا یعنی یہ نئی دولت والے کہاں سے آئے ہیں جہاں غربت بہت تھی۔ جہاں تعلیم کے اقسام نہیں، جہاں زندگی گذارنے کے سادے اصول ہیں۔ جہاں اخلاقیات پر سخت پابندی ہے اور مشرق سے یہ نئی دولت والے آئے تو انہوں نے مغرب کی دنیا ہی دیگر دیکھی۔ زندگی کے اطوار دیکھے۔ ان کو غلط فہمی ہوئی کہ دولت کے وسیلہ سے سب کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو غلط سمجھا۔

تاجروں کو جب خبر ملتی کہ سعودی شہزادے آئے ہیں اور خریداری ہو رہی ہے تو ان تاجروں کی جماعت ان نئے دولت مندوں پر اس طرح ٹوٹ پڑتے جیسے گدھ (Voltures) مُری پر۔ عجیب عجیب طریقے اختیار کئے جاتے۔

''دولت سے علم خود بہ خود نہیں آجاتی۔ علم حاصل کرنا ہوتا ہے۔ غیر ملکی باشندے جو صاحب فن ہوتے ہیں اور بڑی بڑی رقم بہ شکل تنخواہ پاتے، زیادہ دن نہیں رہتے، کام چھوڑ کر چلے جاتے، وجہ ناقدری اور فن میں بے جا دخل اس طرح کے لوگ صاحب فن بھی ہوتے ایماندار بھی۔'' (D. K. 217-18-19,233)

''دولت کی لوٹ کا عجیب انداز تھا۔ اگر شہزادے نے سامانِ عشرت کی خواہش کا اظہار کیا، تو جس سے ظاہر کی گئی اس نے کسی اور سے کہا سامان آنا ہے۔ دونوں نے مل کر اگر...... ایک چیز پانچ پنس میں (Pense) ہے تو دونوں نے اپنا اپنا سوسو فیصد نفع رکھا۔ مال آگیا۔''

''ریاض میں قلعوں کے ٹھیکے دیئے گئے۔ تخمینہ ہمیشہ ملین (Milleons) میں ہوتا۔ بالو مفت کی چیز تھی، سیمنٹ گراں۔ سیمنٹ کی مقدار کم بالو زیادہ سے زیادہ اس مصالحہ سے تیار کردہ عمارت تکمیل سے پہلے گر جاتی۔ مصنف کا خیال ہے کہ امریکہ کی اخلاقی ذمہ داری تھی۔''

شروع سے ہی امریکی مشیر کار ہوتا تو شاید یہ نوبت نہیں آتی۔ لیکن امریکی تجارتی کمپنی کے لئے یہ ممکن نہ تھا، اس حد تک دخل دینا جس طرح کویت میں برطانیہ نے کیا۔ برطانیہ کے پاس مینڈیٹ تھا یعنی احکام صادر ہوتے، مصر میں شاہ فاروق حکمراں تھے۔

بہت بدنام، غیر مقبول، ان کی حکومت ختم ہوگئی۔ (دور جمال ناصر پر دھیان دیں)

اسی دوران عرب لیگ وجود میں آچکی تھی۔ برطانیہ کی مدد سے لیگ کا وجود ہوا۔
مصر، یمن، شام، لبنان، عراق، جورڈان، سعودی عرب سب ممبر بنائے گئے۔ لیگ کی خواہش تھی کہ مدت مینڈیٹ ختم ہو۔ یہود کو فلسطین سے نکال دیں، ابن سعود کو یقین تھا برطانیہ اور امریکہ فلسطین سے یہود کو نکالنے کے خلاف ہیں۔
(۱۹۴۸) میں لیگ نے اعلان جنگ کیا۔ عرب ممالک میں ان کی فوجوں میں وہ نظم اور اہلیت نہ تھی جو جنگ کے لئے لازم ہے۔ نتیجہ...... بدترین ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوئے۔ اُمید ہے قارئین کو یاد ہوگا کون کون سے علاقے کھوئے گئے۔
ابن سعود کی موت ۹رنومبر (۱۹۵۳) کو نیند کے عالم میں ہوئی۔ ریاض میں دفن ہوئے۔ قبر اب لامعلوم ہے۔

دُورِ فیصل پر نظر۔ بہت مختصر

(۱) پیدائش (1905 AD)

(۲) تربیت دیگر شہزادوں کی طرح۔ ❁ صبح صادق سے دو گھنٹہ پہلے بستر سے علیحدہ ہونا۔ ❁ ننگے پاؤں صحرا میں دوڑ آگے اور الٹے پاؤں ❁ گھوڑ سواری ❁ غذا ــ اوسط مقدار اور سادہ غذا۔

(۳) فاتح حجاز

(۴) پہلی بار (Saudi Arabia Agency) قائم ہوئی۔

(۵) شاہی گھرانے کی پنشن بہ تدریج چھ سال کے عرصہ میں ۳/۲ کم کر دی گئی۔

(۶) بجٹ کا بہت بڑا حصہ...... تعلیم، صحت، دیگر تعمیری کاموں پر صرف کیا جانے لگا۔

(۷) وزارت تعلیم ــ وزارت صحت، دیگر وزارتیں قائم ہوئیں۔

(۸) بادشاہ اکثر و بیشتر رہائش گاہ سے دفتر اکیلے جاتے، سابق پرانی گاڑی ہی استعمال میں کرتے حفاظتی دستہ ساتھ نہیں ہوتا۔

(۹) بادشاہ بن جانے کے بعد بھی اپنے سابق مکان میں رہے۔

(۱۰) جورڈان سے سعودی فوج واپس بلالی گئی، جورڈان کی سالانہ رقم بند کردی گئی۔

(۱۱) ملک سے بڑی مقدار میں دولت کا خروج بند ہوا۔

(۱۲) عشرت کے سامان، نئی کار، دیگر سامان پر پابندی لگائی گئی۔ تاجر طبقہ ناراض ہوا۔ (تفصیل کے لئے Faisal Biography by Gerald Degury)

مغربی مؤرخین میں ایک مؤرخ کے خیالات ملاحظہ کریں۔

''ابن سعود کی وفات کے بعد سعود بادشاہ ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر پچاس سال ہوچکی تھی ابن سعود نے اپنی موت سے تقریباً بیس سال پہلے خواہش ظاہر کیا تھا کہ سب سے بڑا بیٹا سعود بادشاہ ہو۔ ابن سعود کی وفات کے بعد سعود بادشاہ بنے۔ لیکن اپنے والد کی صفات سے زیادہ تر خالی تھے جن صفات کی بدولت ابن سعود نے وہ مقام حاصل کیا۔

سعود کی فضول خرچیاں بہت ہوگئیں اور قرض بہت زیادہ ہوگیا۔ شاہی گھرانے میں اس بات کا یقین تھا کہ دولت بادشاہ کی ملکیت ہے، ''قوم کی ملکیت'' اس بات کا تصور نہیں تھا۔

فیصل ابن سعود کے دوسرے بیٹے ولی عہد (Crown Prince) بنائے گئے۔ ان کی شخصیت اپنے باپ جیسی نہیں تھی۔ لیکن اندرونی صلاحیت بدرجہ اتم اپنے والد جیسی تھیں۔ شاہ سعود جب ریاض میں شہر کے علاقوں میں گذرتے تو گاڑیوں کا جلوس ہوتا۔ اجانب بھی فوجی گاڑیوں میں سوار ہوتے۔ لیکن برعکس۔ فیصل اپنی گاڑی میں اکیلے ہوتے، عموماً کار خود چلاتے، شادی صرف ایک کی تھی۔

پانچ اولاد کو تعلیم کے لئے امریکہ بھیجا۔

ایک کو آکسفورڈ۔ ایک کو Royal Military Sandhurst۔

شاہ سعود کی فضول خرچیاں بہت تھیں۔ قرض کا بار بہت بڑھ گیا تھا۔ فلبی (Philby) ابن سعود کا دوست تھا۔ بڑا قدردان تھا۔ سعود کی فضول خرچی سے ناراض۔ لیکن شاہ سعود نے ملک سے باہر نکال دیا۔ بعد میں ان کی مجبوری نے مجبور کیا۔ فلبی کو دوبارہ واپس بلایا۔

مشاورتی کونسل (Advisory) بہت پہلے سے موجود تھی۔ لیکن صرف مشورہ دینے کی حد تک اس کونسل کو قوانین کے نفاذ (۱۹۵۸) کا حق ملا۔ (Executive Power) صدارت ولی عہد فیصل ابن سعود کی تھی۔

وزارت مالیات، وزارت خارجہ، وزارت دفاع پہلے سے موجود تھیں۔

نئی وزارتیں قائم کی گئیں۔ (۱) وزارت تجارت

(۲) وزارت رسل ورسائل

(۳) وزارت داخلہ

(۴) وزارت زراعت

(۵) وزارت صحت

(۶) وزارت تعلیم

فیصل کی خوش انتظامی کو سعودی رعایا ناپسند کرتی تھی۔ عوام کو خبر نہیں تھی کہ قرض کا بوجھ کس قدر ہے۔ عوام صرف شاہ سعود کی سخاوت کی کہانی جانتی تھی۔

باب چہارم

(۱) مدت ملازمت

(۲) سعودی عرب میں داخلہ

(۳) واپسی

(۴) مستشفیٰ

(۵) اطباء

(۶) دوا کی دکان

(۷) ایمرجنسی۔ حالات۔ نظام

(۸) موازنہ

(۹)طبی پیشہ سے متعلق تجربات۔استحصال

(۱۰)مرض جذام(کوڑھ)

(۱۱)مرض دماغ(جنون)

قارئین کرام کو بار بار یاد دلانا ضروری ہے جو کچھ اب اس کتابچہ میں دیکھ رہے ہیں۔وہ (۱۹۶۵) سے مشاہدہ ہے۔(۱۹۸۶) ماہ دسمبر میں واپسی ہوئی۔دنیا بہت بدل چکی ہے۔انشاءاللہ ایک بے حد اہم ضمیمہ آخر میں ملے گا۔اس میں تذکرہ ہوگا۔

(۱)غذا کا (۲)وبائی امراض کا کنٹرول (۳)وبائی امراض کا علاج

مندرجہ بالا سرخیوں کے تحت چند واقعات پیش کئے جائیں گے۔نظام کا مختصر تذکرہ ہوگا۔ہمیں امید ہے ان مختصر واقعات سے پورا نقشہ قومی صحت کا آپ کے سامنے آجائے گا تو شروع کریں گے الدمام کے اسپتال سے جہاں پہلی پوسٹنگ ہوئی۔ریاض سے حسب اُمر وزارت الصحہ تین کا قافلہ الدمام وارد ہوا،ایک ہندی ڈاکٹر،ایک پاکستانی لیڈی نرس،ایک پاکستانی میل نرس۔

اسپتال کے داخلہ گیٹ پر بورڈ تھا۔''المستشفیٰ الملک عبدالعزیز''بعد میں یہ نام بدل گیا۔''المستشفیٰ المرکزی''(Central Hospital) اسپتال کے مدیر (Superintendent) ایک خوالانی سرجن تھے۔مصر سے تعلیم حاصل کیا تھا۔خوالان یمن میں ایک جگہ کا نام ہے۔

وہ خود آئے تھے یا اجداد معلوم نہیں۔انگریزی زبان اسی قدر جانتے تھے کہ ہم جیسے نو وارد کو بڑا سہارا تھا۔ایک بڑے اسپتال کو کتنے قسم کے مسائل کا واسطہ پڑتا ہے اس کا تجربہ ان کو بھی ہورہا تھا۔مثلاً کولرا کے مریض جب اسپتال میں داخل کئے گئے تو ان کو یقین ہی نہیں آیا کہ یہ کالرا کے مریض ہوسکتے ہیں۔

مثلاً۔مریض کی بہت بڑی اکثریت مغربی طرز علاج سے ناواقف تھی۔اس سے مسائل پیدا ہوتے۔

مثلاً۔اسپتال کے کام کرنے کا وقت مقررہ ختم ہونے،علاج کا حصول،حالات اور

واقعات کا تذکرہ آئے گا۔لیکن تقابلی جائزہ اپنے ملک سے اپنے صوبہ سے۔

صورت حال واضح ہوگی۔ مستشفیٰ الدمام (۱۹۲۵) میں بجلی کا تذکرہ۔ بجلی بیشتر غائب رہتی تھی۔ اس اندھیرے کا حل فانوس (لالٹین) اور پٹرومیکس سے کیا گیا۔ بجلی کا ایسا حال کیوں تھا معلوم نہیں۔ لیکن لالٹین اور پٹرومیکس کا استعمال اور وارڈ میں (Oxygen) کا استعمال۔خطرہ کا تذکرہ بہ حیثیت طبیب مقیم (R.M.O.) میں نے مدیر صاحب سے کیا۔ وہ خود بھی خطرے سے واقف تھے۔کسی مریض کو عموماً اور خصوصاً ولادہ (Delivery) کے کیس کو لفٹ سے نہیں جانے دیا۔ضرورت پڑنے پر اسٹریچر کو سیڑھی پر لے جانے میں مدد دیتا۔اس کا اثر بہت اچھا ہوا۔شاید دو ماہ یہ حالت رہی۔پھر بجلی کا مسئلہ حل ہو گیا۔کیسے؟ ہمیں نہیں معلوم۔لیکن اس دور کے بعد تقریباً سات سال مزید چند ماہ اس اسپتال میں کام کیا، یاد نہیں چند منٹ کیلئے بجلی گئی ہو۔

تقابلی جائزہ ...... ہمارے شہر دربھنگہ میں (۱۹۳۲) سے ایک میڈیکل اسکول ہے۔ یہ اب دربھنگہ میڈیکل کالج کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (۱۹۴۴۔۴۸) تک اس اسکول کا طالب علم رہا ہوں۔ بعد میں اسی کالج سے گریجویشن کیا۔انگریز کے دور حکومت۔صفائی، وقت کی شدید پابندی، مریض کا اعتبار، اس کی دعائیں، ڈاکٹر کا احترام، اب یہ سب کہانی ہے۔اس میڈیکل اسپتال کے مجموعی سترہ سو (Beds)۔عموماً وارڈ میں ٹارچ، موم بتی سے کام ہوتا ہے۔ (O.T.) آپریشن کے کمروں میں ٹارچ سے مدد لی جاتی ہے۔دور غلامی میں ایسا نہ تھا۔آزادی کا یہ تحفہ، آزاد حکمرانوں کی طرف سے آزاد عوام کو ملا ہے۔

دوام رسمی (ڈیوٹی کے اوقات) Work hours کے بعد صرف ایک ڈاکٹر ڈیوٹی پر ہوتا۔وہ ڈاکٹر بھی، کمپونڈر بھی، مریض کی جانچ، دوا کی تقسیم، رجسٹر پر ریکارڈ، سب کام ایسی ایک اکیلے ڈاکٹر کو کرنا پڑتا۔ضرورت پڑنے پر مسائد (ٹکنیشن) کو سیارہ اسعاف (Ambulance) کے ذریعہ بلانا پڑتا۔ ظاہر ہے یہ ناقص ترین انتظام تھا۔ چند واقعات ہوئے مدیر مستشفیٰ کو جو مشورے ایک مدت سے دئے جارہے تھے اس پر عمل کرنا پڑا۔تمام ضروری اسٹاف مثلاً اکسرے،

مختبر(Path Lab) ڈسپنسر(Dispensor) اسعاف ڈرائیور بھی موجود رہنے لگے۔ اخصائی (Specilist) حضرات کو بہ وقت ضرورت بلایا جاتا۔

تقابلی جائزہ کا سلسلہ ضرورت کے مطابق جاری رہے گا۔ ہمارے شہر کے میڈیکل کالج کے اسپتال میں داخل ہوکر دیکھ لیں کتنے بستر پر مریض ہیں، کتنے بستر پر کُتّے (Dogs) آرام کرر ہے ہیں۔

غالبًا ماہ اگست (۲۰۰۱ء) میں ایک داخل مریض کی عیادت کے لئے میڈیکل وارڈ میں داخل ہوا۔ وارڈ میں ضرورت کا عام سودا، سروں پرٹوکری میں بکتے دیکھا۔

اسٹو پر کھانا پکتے دیکھا، دورغلامی کی برکتیں یاد آئیں۔ غیرملکی آقا خیال رکھتے پیٹ خالی نہ ہو۔ جسم بغیر کپڑے نہ ہوں۔ گھروں میں رعایا محفوظ رہے۔ سڑک پر محفوظ رہے، غیر ملکی آقا کی یہ مصلحت تھی یا ان کا مزاج ''انسان'' جیسا تھا اس کا فیصلہ عوام کریں۔ اب آقا ملکی ہیں۔ عوام مادروطن کی ہے خارجی کوئی نہیں۔

دوام رسمی (Working Hours) اور اسعاف (Emergency) کا وقت اور فرق۔

عموماً مریض خاص کر بدو (دیہاتی) مریض سے مشاکل پیدا ہوتے۔ صرف دو واقعہ مثال کے طور پر (۱) فجر میں ایک بدو آیا۔ شکایت تھی کمر میں درد ہے، تمام رات بیوی کے ساتھ سویا تھا۔ درد کے لئے چند گولیاں دی گئیں۔ مریض کا اصرار تھا اشعہ (Xray) کر کے دیکھو۔ بڑی مشکل سے راضی ہوا۔ دو گھنٹہ بعد عیادہ خاجیہ (Out-door) میں جائے۔

(۲) ایک بدو مریض اسعاف کے کمرہ میں داخل ہوا۔ اس کو یہ نہیں کہا جاسکتا تھا۔ عیادہ خارجیہ جاؤ۔ مریض کی جانچ کی گئی۔ (۱) تھرمامیٹر لگا (۲) کان کا آلہ لگا (۳) بلڈ پریشر ریکارڈ۔ کچھ دیر بعد مدیر مستشفیٰ کے ساتھ مریض داخل ہوا۔ مدیر صاحب ناراض تھے کہ تم لوگ مریض کی تسلی نہیں کرتے۔ ڈاکٹروں نے بتایا تمام ضروری جانچ ہوئی ہے۔ مدیر صاحب نے مریض سے تصدیق چاہا۔

مریض نے تمام جانچ کی تصدیق کیا۔ لیکن شکایت کیا کہ اس آلہ سے جانچ نہیں

ہوئی ہے۔

وہ آلہ؟ جی ہاں فون سٹ۔ ہمارے ملک میں دورافتادہ گاؤں، قبائلی علاقوں میں اس طرح کے نادر واقعات ہوتے ہیں۔

انگریز کے دور حکومت میں مغربی طرز علاج رائج ہوا مجموعی مدت تقریباً ڈھائی سو سال، آزادی کے (۵۷) سال علاوہ۔ لیکن شہر اور دیہات میں خاص کر عوام مندرجہ فرق کا خیال نہیں رکھتے۔ (۱) علاج کرنے والا۔ علاج کی تعلیم مکمل پاچکا ہے؟ (۲) علاج کرنے والا۔ بغیر تعلیم معالج بن گیا ہے؟ (۳) کرانہ کی دکان کرنے والا دوا بھی فروخت کر رہا ہے وہ ڈاکٹر بھی ہے۔ (۴) ہر مرض کی سوئی ہوتی ہے۔ قلب کی سوئی، جوڑ کے امراض کی سوئی۔ (۵) سرکاری اسپتال میں اسٹاف ڈیوٹی پر نہیں ہوتے۔ (۶) دیہات میں ڈاکٹر ہلتھ سنٹر پر نہیں ہوتے۔ ان کی رہائش کا معقول بندوبست عموماً نہیں ہے۔ سعودی عرب کا حال جس دور کا بیان ہو رہا ہے وہ اٹھارہ سال قبل کا ہے۔ اب وہاں (National Health Scheme) نافذ ہے۔ تیاری بہت قبل شروع ہو چکی تھی۔ پورے نظام کو نہیں دیکھا۔ ہندوستان واپسی ہو چکی تھی۔

علاج کے نظام پر اجمالی نظر

(۱) خانگی پریکٹس۔ وہ جو نوکری کرتے ہیں۔ فارغ وقت میں اپنی پریکٹس بھی۔

(۲) وہ جو نوکری نہیں کرتے، صرف اپنی ذاتی پریکٹس۔

شرائط مکان جہاں کلینک (Clinic) ہوگی۔ مکان میں کمرہ انتظار مرد کے لئے عورت کے لئے باتھ رُوم کی سہولت مرد کے لئے عورت کے لئے۔

ڈاکٹر کا کمرہ۔ کمرہ میں ضروری اشیاء......

مطبوعہ پیڈ

آکسیجن سلنڈر

ایمرجنسی بکس میں (Life Saving Drugs)

انسپکٹر آف کلینکس (Inspector of Clinic) کی رپورٹ کے بعد ہی پرائیویٹ پریکٹس کا لائسنس ملے گا۔فیس حکومت کی طرف سے مقرر ہے۔فیس تعلیم کے اسناد کے مطابق ہوتی ہے۔ دوا کی دکان (Drug Store or Shop) ہر ایسی دکان میں ایک ڈگری یافتہ (B.Pharma) ہونا ضرور ہے۔بغیر ان کے دکان دوا نہیں فروخت کر سکتی۔

ایمرجنسی کی حالت میں مریض.........شرط صرف مریض ہونے کی ہے۔

سفر میں ہو

مقیم گھر میں ہو

اجنبی ہو

وطن والا ہو

مریض کی جیب سے شناختی کارڈ ملے گا۔اس لئے یہ مسئلہ نہیں کہ وہ کون ہے؟

علاج کی ذمہ داری......کسی بھی سرکاری اسپتال پر، کسی بھی غیر سرکاری اسپتال پر جو نزدیک ترین ہو۔

مریض کے لئے ٹرانس پورٹ کا وسیلہ۔(۱) حکومت کا محکمہ (ہلال احمر) کے امبولنس ۲)اسپتالوں کی گاڑیاں ۳)پولیس کی گاڑیاں (۴) مریض کے گھر والے۔ان کا اپنا نظم۔

تقابلی جائزہ......قارئین کرام جواب دیں۔

(۱) آپ کے صوبہ میں خانگی پریکٹس کے لئے کیا قوانین ہیں؟

(۲)مریض کے لئے کون کون سہولت میسر ہیں؟

(۳)دوا کی دکان کا کیا حال ہے؟

(۴)جعلی دوا سے علاج مریض کو نصیب ہے۔

(۵)دوا غلہ نمک تیل (پنساری کی دکان) پر۔

(۶)دوا پارچون کی دکان پر بکری۔

(۷)اسپتال کے گیٹ پر دم توڑتے مریض دیکھنے کو مل جائیں گے۔بمبئی کے ایک

بہت معروف اسپتال کے گیٹ پر یہ منظر دیکھنے کوملا تھا۔

(۸) ۲۰ رنومبر (۱۹۹۹) کو ہماری اہلیہ کا انتقال ہوا۔ جگہ تھی پٹنہ میڈیکل کالج اسپتال ایمرجنسی وارڈ کے بڈ سے اٹھا کر، ٹرالی پر ڈال کر، سامنے کھڑی خانگی امبولنس پر رکھنا تھا۔ وارڈ قلی نے کہا ''ہم لوگوں کا ریٹ (Rate) فی بوڈی سو روپیہ ہے۔ مشکل سے پچاس روپیہ پر بات طے ہوئے۔ چوں کہ صرف ''ٹرالی'' کی مانگ تھی۔ باقی کام مرحومہ کے بھائی اور دیگر رشتہ دار کو انجام دینا تھا۔

پیشہ طب سے متعلق تجربات ...... W.H.O. یادش بخیر۔ غالبًا ترقی پذیر ملکوں میں اس تنظیم کی موجودگی صرف اس لئے ہوتی ہے کہ صحت کے حصول میں مدد دی جائے .W.H.O کے نظام کار کی واقفیت ہمیں نہیں ہے۔ صرف جو دیکھا اس کا تذکرہ ہے۔

.W.H.O کا نمائندہ...... ڈاکٹر نقوی صاحب پاکستانی، اپنی کار پر روز آتے۔ پیراسی ان کی کتابیں، پانی کی بوتلیں، تھرمس، ان کے مخصوص کمرہ میں رکھ کراتے۔

اسپتال مذکور کے چند مسائل ایسے تھے جس میں توجہ، مشورہ سے مریض کا فائدہ تھا۔ اسپتال کے نظام کار میں مدد ملتی، حالات میں بہتری ہوتی۔ مثلاً

(۱) ابرہ (Injection)...... عوام میں، جہلا میں خصوصاً، تاثر دیا گیا تھا کہ انجکشن سے فوری فائدہ اور مستقل فائدہ ہوتا ہے۔ دوا کھانے سے فائدہ نہیں ہوتا۔ انجکشن کے (amples) دکھا کر یقین دلایا جاتا۔ مثلاً (B12) کے انجکشن کو دکھا کر کہا جاتا دیکھو اسی طرح کا خون پیدا ہوگا۔ (Vitd, Cal) کے بارے میں الگ الگ کہانیاں تھیں۔ یہ ایمان پیدا کرنے والے ہم زبان عرب ڈاکٹر صاحبان تھے کثرت ان کی سرزمین فراعنہ سے تھی۔ ان کی تقلید میں ہر اجنبی ڈاکٹر (غیر عرب) بھی شریک کار تھا۔ آخر ملک میں آنے کا مقصد حصولِ زر تھا۔

مسلم اطباء کے خیال میں حصولِ زر کے اس وسیلہ میں حرام اور حلال کا مسئلہ نہیں آتا۔ مریض کو اگر صرف کھانے کی دوا لکھی جاتی تو معالج کی شامت آجاتی۔ مریض کا خیال تھا کہ ابرہ ڈاکٹر اپنے لئے رکھ لیتا ہے۔ مدیر صاحب نے اس ''مسئلہ کا حل'' یہ نکالا،

''ابرہ شرب'' چند سو (Vit12) کے amplesاور (vit D, Cal) کے منہ کھول کرر کھے جاتے۔ مریض لائن میں کھڑے ہوتے۔ انگلیوں کی ٹھوکر سے دوا منہ میں جاتی۔ انجکشن کے علاوہ جو دوا دی جاتی مریض اس کو ''کوڑے دان'' (Dust Bin) میں ڈال دیتے۔ وہاں سے اسپتال کا اسٹاف جمع کر کے محفوظ کر لیتا۔ انجکشن کی کہانی کے چند سطور اور......وزارت الصحہ کا پہلا حکم تھا ''وطن والوں'' کو دوا اسپتال سے دی جائے گی۔ بعد میں حکم نامہ آیا، اگر اسپتال میں دوا موجود نہ ہوتو مریض کی اجازت سے خرید کرنے کے لئے نسخہ لکھا جائے۔ اس حکم نامہ سے فائدہ اٹھایا گیا۔ باہر سے دوا لکھی جانے لگی۔ حالاں کہ دوا اسپتال میں موجود تھی۔ مریض نے خرید کر دوا کھایا۔ چند سو ریال خرچ کیا۔ افاقہ ہوا۔ افاقہ کے بعد دو فائدے ہوئے۔ (۱) یقین ہو گیا کہ دوا کھانے سے فائدہ ہے۔ (۲) انجکشن ضروری نہیں۔ اب اسپتال کی دوا کھائی جانے لگی۔ کوڑے دان میں جانے کی نوبت بہت کم ہوگئی۔ چند سال لگے، جو گالیاں دیتے تھے اب قدر دان بن گئے۔ اسی طرح الدمام کے اسپتال میں ایک تجربہ کیا گیا۔ مزیج ''Mixture'' شروع بڑی مشکلوں کا سامنا ہوا لیکن دو یا تین سال کی محنت کے بعد مکسچر کے لئے خالی شیشی کی بکری کرنے والے اسپتال کے اوقات میں مین گیٹ پر ملتے۔ ان تجربات سے دو عظیم سبق ملے۔ (۱) ایمان داری سے خدمت، اس کی جزاء دنیا سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ (۲) مفت کے مال کی قدر نہیں خواہ گراں ترین ہو۔

دانت صاف کرو۔ (Chewing gums) کا اس قدر پروپگنڈا کیا گیا۔ عوام کی بڑی تعداد استعمال کرنے لگی، ہر وقت منہ اس طرح چل رہا ہے جس طرح جانور جگالی کرتے ہیں۔ ''دانت صاف ہوتا ہے'' ''منہ صاف ہوتا ہے'' ڈبوں پر تصویر سے یہی ظاہر کیا جاتا۔

گردوں (Kidneys) کی صفائی کا پروپگنڈا بہت شاندار ہوا۔ ''بیرا بدون گحُول'' (Beer without alcohal) عوام اپنے گردوں کی صفائی میں منہمک ہوگئی۔ اس ''بدون گحول'' والی بوتلوں میں ۱۵ فیصد گحول ثابت ہو۔ قارئین کرام مصنف (D. King) نے تاجروں کو گدھ (Vultures) لکھا ہے۔ ''یوم الحساب'' ایمان دار تاجر انبیاء کی صف میں کھڑا ہوگا۔

جب اُمت محمدؐ کو اس کی پرواہ نہیں تو غیروں سے کس منہ سے شکوہ۔

ذرائع ابلاغ۔(Media) کا بدترین مصرف آپ کی نظروں کے سامنے ہے۔قدیم کہاوت ہیں'' گانٹھ کا پورا آنکھ کا اندھا'' ہنس ہنس کھاؤ بیٹا پھوہر کا مال۔تجارت کی دنیا والوں نے پورا عمل کر کے دکھایا۔

.W.H.O کے دفتر سے کوئی ایسی کارروائی نظر نہیں آئی جس کے ذریعہ عوام کو واقف کرایا جاتا۔مثلاً اشتہار، سلائڈ، فلم، اخبار کے ذریعہ حفظان صحت کے اصول کی جانکاری۔

جعلی اسناد (Fake Certificates)

کم و بیش ہر جگہ پائی جاتی ہیں۔لیکن صوبہ بہار میں کثرت ہے اسی طرح کی اسناد کے ساتھ ایک دور میں مصری ممرضات (Egyptian-Nurses) کا نزول سعودی عرب پر ہوا۔چند الفاظ میں ایک منظر نامہ......

کمرہ نرس......

- ایک ٹیبل کے گرد چند کرسیاں۔
- ٹیبل پر فِس فِس (پھلوں کی تیار کردہ بیج) کی ڈھیر۔
- ٹھنڈے کی بوتلیں۔
- کرسیوں پر پہلوان نرسز۔
- Knee کھلی ہوئی لباس غیر مکمل۔
- انگریزی قطعاً نابلد۔
- انجکشن کو رنگ سے پہچاننا۔
- مریض کے ساتھ عجوبہ برتاؤ۔
- اجنبی غیر عرب طبیب (ہندی طبیب مقیم R.M.O)

بڑا صبر آزما مرحلہ تھا۔

الحمدللہ بہت جلد یہ منظر نامہ بدل گیا۔پاکستان اور ہندوستان سے تعلیم یافتہ تربیت

یافتہ نرسز کی آمد ہوئی خاص کر کرالا سے۔ مریض کو راحت ہوئی دیگر اسٹاف کے کام میں بہتری آئی۔

باب پنجم

(۱) چند نفسیاتی مسائل۔ باہر والوں کا احساس برتری

وطن والوں کا احساس برتری

(۲) اجانب متجنسین۔ (قومیت حاصل کرنے والے)

(۳) مہاجرین۔ (A) دور نبوت میں

(B) آج کے دور میں ہجرت

(۴) امت کے چند معاشرتی مسائل۔

چند نفسیاتی مسائل۔ باہر والوں کا احساس برتری۔ چوں کہ ان کے پاس علم ہے۔

وطن والوں کا احساس برتری۔ چوں کہ ان کے پاس دولت ہے۔

(۱) دونوں طرف کی سوچ میں یہ عقیدہ یا خیال غائب تھا اور ہے کہ علم یا دولت دونوں نعمت خداوندی ہیں۔ دو نعمت دو جگہ تا کہ دونوں فریق ایک دوسرے کی ضرورت کو پورا کریں۔ انسانیت کی بنا پر اور اگر قرآن کا دیا ہوا نام ''مسلم'' یا ''مومن'' ہیں تو ''انسانیت'' اور ''دینی ذمہ داری'' دونوں ایک ساتھ۔

اگر برادران وطن کی اصطلاح میں صرف ''میاں'' ہیں تو نہ کوئی توقع نہ شکوہ۔

ہجرت۔ دُور نبوت میں، مقصدِ حفاظت دین مثلاً ہجرت حبشہ دو بار، ہجرت مدینہ، سابق باشندے انصار، مہاجر مکہ سے، دین کی بنا پر ایک ''اُمت'' بن گئے۔

معاشی ہجرت...... ❁ فقر فاقہ سے نجات کی تلاش

❁ خوب سے خوب تر کی تلاش

موجودہ دور میں اقتصادی ہجرت عارضی بہ شکل نوکری

مستقل ہجرت (سعودی قومیت حاصل کرکے)

مستقل مہاجر.......ان کے مسائل مختلف ہیں۔ تفصیل کسی حال میں ممکن نہیں۔

وہ اجانب جن کے اجداد زمانہ قدیم میں یہاں آئے۔ (سعودی عرب) ان اجانب کی نسل در نسل یہاں پیدا ہوئی۔ لیکن نام کے ساتھ ان کے اجداد کا سابق مُلک کا نام ان متجنسین کے نام کے ساتھ ہو گا۔ مثلاً

بلال حبشی

سلمان فارسی

امام حدیث بخاری سابق میں یہ طرز تحریر چند اسباب و مقاصد کو مد نظر رکھ درست تھی۔ لیکن موجودہ دور میں چند معروف نام۔

مثلاً ''الیمانی یقول'' یہ اخبار کی سرخی ہے۔ یہ ذکی صاحب پٹرولیم کے منسٹر تھے۔ (OPEC) کے سربراہ بھی تھے۔ مثلاً ''الجزائری قال'' یہ صاحب (F.R.C.S.) سرجن تھے۔ سعودی عرب کے ہیلتھ منسٹر تھے۔ اجداد الجزاء (افریقہ) سے آئے تھے۔

مہاجرین مکہ، انصار مدینہ، قبول اسلام کے بعد آپس میں اس طرح ضم ہوئے۔ ان کی الگ الگ سابق شناخت اب باقی نہیں رہی۔ غالباً اُس دور میں سب صرف ''دین'' کی خاطر ہوا۔ ''رُحماء بینهم'' کی قرآنی پہچان کی کسوٹی پر سبھی پورا اترنا چاہتے تھے۔ لیکن جب سے پہچان کے لوازم میں (۱) نسل (۲) زبان (۳) مقامی غیر مقامی (۴) مسالک یعنی منقلب ادیان (۵) حکمراں کے افکار (٦) حکمراں طبقے کے اپنے وہ وسائل جن کی مدد سے ان کی حکومت تادیر قائم رہے۔ (۷) دوسروں کی دولت کو ناجائز طریقوں سے۔ غیر انسانی طریقوں سے لوٹنے نام ''حب الوطنی'' پڑا۔ (۸) سب کے مجموعہ فکر کا نام اس وقت ''سکولرازم'' ہے۔ ضرورت کے مطابق تعریف (Defination) بدل جائے گی۔

(۱) تقسیم ہند......(۱۹۴۷) ہندوستان.............پاکستان

مشرقی پاکستان مہاجر گئے۔ مدینہ کے انصار مکہ کے مہاجر کی مغربی مشرقی

تاریخ تھوڑے دنوں کے لئے دُہرائی گئی۔

لیکن ...... مہاجر اپنی دنیاوی لوازم کی پہچان پر اصرار کرنے لگے، نتیجہ؟ خونی جنگ، پڑوس کے ملک نے آگ لگائی۔ تیل کا چھڑکاؤ کیا۔ دوبارہ ہجرت۔

سندھ یعنی موجودہ پاکستان میں ''مہاجر'' مسئلہ کی اصل ''جڑ'' ''پہچان کی ضد'' ہے۔

چند ماہ کراچی میں قیام ہوا۔ مقامی باشندوں سے بدترین حقارت کا مظاہرہ دیکھا۔

(۲) ماضی قریب میں لنکا، فی جی، برما اور دیگر وہ ممالک جہاں جہاں انگریز اپنے دورِ حکومت میں ہندوستان سے مزدور لے گئے۔ یہ ہندی مزدور مہاجر اگر اپنے اپنے ادیان پر عمل کرتے رہتے لیکن دیگر پہچان مثلاً زبان، تمدن پر اصرار نہ کرتے تو شاید موجودہ ''مسائل مہاجر'' پیدا نہیں ہوتے۔ قارئین کرام ہمارا مقصد واضح نہیں ہو رہا ہے۔ اس لئے چند سطور زیادہ بہ شکل سوال نامہ۔

(۱) قرآن عربی زبان میں نازل ہوا۔ عربوں کے درمیان۔

(۲) اس قران پر عمل کرنے والے جب جب غیر عرب دیار میں پہنچے تو مقامی باشندوں نے ان کے اعمال زندگی کو دیکھا۔ قبول کیا۔ خود بھی عمل کرنے لگے۔ پھر ان کی زبان یعنی عربی کو بھی اپنالیا۔ اس حد تک کہ شام (سامی زبان)، مصر (قبطی زبان)، یمن اور شمالی افریقہ کے چند ممالک آج عربی ممالک کہلاتے ہیں۔

(۳) ہندوستان میں اولیاء کرام آتے رہے۔ ان کی زندگیاں قران تعلیمات پر مبنی تھیں۔ مقامی باشندوں نے ان کے اعمال کو دیکھا۔ قبول کیا دین کو بھی اور بہت ایسے تھے جنہوں نے نہیں قبول کیا دین کو آنے والے کے۔ لیکن ان کے اعمال کے سبب ان کا احترام کرتے، ان پر بھروسہ کرتے، زندگی کے مسائل میں ان کی مدد اور رائے سے مستفید ہوتے۔

(۴) آج قران کی تعلیمات بے شمار زبان میں تو موجود ہیں۔ لیکن قرانی تعلیمات پر ''عمل صالح'' کی غیر موجودگی باعث نزاع اور باعث شر و فساد ہے۔

چند معاشرتی مسائل

موضوع: شادی، (زواج)، (Marriage) ہے۔

لیکن ...... مہاجر اپنی دنیاوی لوازم کی پہچان پر اصرار کرنے لگے، نتیجہ؟ خونی جنگ، پڑوس کے ملک نے آگ لگائی۔ تیل کا چھڑکاؤ کیا۔ دوبارہ ہجرت۔

سندھ یعنی موجودہ پاکستان میں "مہاجر" مسئلہ کی اصل "جڑ" "پہچان کی ضد" ہے۔ چند ماہ کراچی میں قیام ہوا۔ مقامی باشندوں سے بدترین حقارت کا مظاہرہ دیکھا۔

(۲) ماضی قریب میں لنکا، فی جی، برما اور دیگر وہ ممالک جہاں جہاں انگریز اپنے دورِ حکومت میں ہندوستان سے مزدور لے گئے۔ یہ ہندی مزدور مہاجر اگر اپنے اپنے ادیاں پر عمل کرتے رہتے لیکن دیگر پہچان مثلاً زبان، تمدن پر اصرار نہ کرتے تو شاید موجودہ "مسائل مہاجر" پیدا نہیں ہوتے۔ قارئین کرام ہمارا مقصد واضح نہیں ہو رہا ہے۔ اِس لئے چند سطور زیادہ بہ شکل سوال نامہ۔

(۱) قرآن عربی زبان میں نازل ہوا۔ عربوں کے درمیان۔

(۲) اِس قران پر عمل کرنے والے جب جب غیر عرب دیار میں پہنچے تو مقامی باشندوں نے اِن کے اعمال زندگی کو دیکھا۔ قبول کیا۔ خود بھی عمل کرنے لگے۔ پھر ان کی زبان یعنی عربی کو بھی اپنالیا۔ اس حد تک کہ شام (سامی زبان)، مصر (قبطی زبان)، یمن اور شمالی افریقہ کے چند ممالک آج عربی ممالک کہلاتے ہیں۔

(۳) ہندوستان میں اولیاء کرام آتے رہے۔ اِن کی زندگیاں قران تعلیمات پر مبنی تھیں۔ مقامی باشندوں نے ان کے اعمال کو دیکھا۔ قبول کیا دین کو بھی اور بہت ایسے تھے جنہوں نے نہیں قبول کیا دین کو آنے والے کے۔ لیکن اِن کے اعمال کے سبب ان کا احترام کرتے، اِن پر بھروسہ کرتے، زندگی کے مسائل میں ان کی مدد اور رائے سے مستفید ہوتے۔

(۴) آج قران کی تعلیمات بے شمار زبان میں تو موجود ہیں۔ لیکن قرانی تعلیمات پر "عمل صالح" کی غیر موجودگی باعث نزاع اور باعث شر و فساد ہے۔

چند معاشرتی مسائل

موضوع: شادی، (زواج)، (Marriage) ہے۔

خلیج کے ممالک میں اخبارات کی سرخیاں، ان اخبارات کی رائے، چند مکالمے کی یاد۔

تمہید: (۱) رقم مُہر دین

(۲) جاہز سکن (Furnished House)

(۳) تحائف

(۴) شادی کی تقریب

اَب ملاحظہ کریں اَخبارات کی خبریں اوران کی رائیں۔

اخبار الخلیج بحرین۔ ۴/اگست ۱۹۸۰ء:۔

❁ ''ممالک خلیج میں جنگ'' ایک سرخی۔

❁ یہ جنگ لڑکیوں کے والدین نے کی ہے۔

❁ مہر کے طور پر (۰۰۰ سے ۸۰۰۰) ڈولر مانگ۔

❁ شادی کے اخراجات پر نظر ڈالو تو صرف دیوانگی کہہ سکتے ہیں۔

❁ قطر میں حکومت اپنے غیر شادی شدہ موظف کو (5400#) ڈولر کا قرض دیتی ہے تاکہ شادی کے اخراجات میں سہولت ہو۔

❁ ایک اخبار کی رائے کے مطابق ''قطری شوہر'' جب شادی کی رسومات سے فارغ ہوتا ہے تو اپنے آپ کو گردن تک قرض میں ڈوبا پاتا ہے۔

اخبار عرب نیوز (جدہ)، اگست ۱۹۸۰ء (مختصر مفہوم):۔

مواطنین میں سعودی مرد کی شادی کے سلسلہ میں چند تجاویز حکومت کے زیرِ غور ہیں۔

❁ شادی کے لئے مہر کی رقم۔

❁ دیگر اخراجات کا نظم، کیوں کہ لڑکیوں کے والدین کی لالچ شادی میں رکاوٹ ہے۔

❁ دس سال پہلے نوجوان سعودی افراد نے غیر مُلکی لڑکیوں سے شادیاں کیں۔

ان شادیوں کو قانون کے ذریعہ روکنے کی کوشش کی گئی۔

❁ حکومت نے تین لاکھ پچاس ہزار ریال ذاتی مکان بنانے کے لئے قرض دینا

شروع کر دیا ہے۔

❁ فلیٹ کے کرایوں میں قانون کے ذریعہ کمی کرائی گئیں ہیں۔

❁ جدہ میں رائج کرایہ چالیس ہزار سالانہ سے پچیس ہزار سالانہ تک لایا گیا۔
(جدہ کے ضلع غلیل میں جس فلیٹ میں کرایہ دار کی حیثیت سے قیام تھا اس قانون کے طفیل سہولت نصیب ہوئی)

❁ مدینہ منورہ میں تیس ہزار سے پندرہ ہزار۔

❁ متحدہ عرب امارات کے ایک وزیر کے مطابق شادی کرنے والوں کی عمر پچاس سال سے پچھتر (۷۵) سال ہوتی ہے۔ غیر مُلکی دُلہنوں کی عمر عموماً بیس (۲۰) سال یا کم۔
انہوں نے بتایا کہ تیس (۳۰) فیصد بالغ عربوں نے غیر مُلکی لڑکیوں سے شادیاں کی ہیں۔

اخبار الجزیرہ۔ کی ایک خبر۔ مُلک کے جنوب میں قبائل نے متحدہ فیصلہ کیا ہے کہ مہر کی رقم پچیس (۲۵) ہزار ریال سے زیادہ نہیں ہوگی۔ لیکن وعدہ خلافیاں ہوتی ہیں۔

عرب نیوز (جدہ) ۱۳/اگست ۱۹۸۵ء (مختصر)

بہت زیادہ مہر دین اور دیگر اخراجات جو وطن والوں کے لئے ممکن نہیں، اس لئے متحدہ عرب امارات کے نوجوان ہند، سری لنکا، فلپائن، مصر سے بیویاں لاتے ہیں۔ یہ ان کے لئے سہل ہے۔

عرب نیوز ۱۹/جون ۱۹۸۴ء شیخ بن باز (اب مرحوم) کی شخصیت سے ہم سب واقف ہیں۔ قران اور احادیث سے ثابت کیا کہ رائج رسم شادی غیر دینی ہے۔ دار الافتاح کی طرف سے مبلغ پچیس (۲۵) ہزار سعودی ریال جو سعودی مرد یا عورت، اس مہر پر شادی کے لئے تیار ہوگا اس کو دئے جانے کا اعلان کیا۔

ایک مکالمہ کی یاد۔ راشد ایک نوجوان مساعد...... (Compounder)

سوال:۔ یار اشد سعودی لڑکی سے شادی کیوں نہیں کر لیتے۔

جواب:۔ سعودی حمارہ (گدھی) بہت گراں ہے۔ کہاں سے لاؤں۔ حسین مصری کم

قیمت میں لاؤں گا۔

قارئین کرام۔اخبارات کی خبریں بہت پرانی ہیں۔لیکن موضوع حالاابھی بھی وہی ہے۔مقامی تمدن کا حصہ،اگر کوئی رواج بن جائے تو اس کی اصلاح میں دشواریاں ہوتی ہیں۔معاشرتی سدھار کا کام کرنے والے افراد یا انجمن سے مشکلوں کی داستان سنی جاسکتی ہیں۔

تقابلی جائزہ۔اب براہ کرم اپنے گریباں میں دیکھیں۔یہاں لڑکے والوں کا مطالبہ۔

- نقد چند لاکھ
- فلیٹ (Flat)
- کار
- شہر کے اہم علاقہ میں زمین
- گھر کی ضرورت کا مکمل ترین سامان اور بامعیار
- بعض اوقات شادی میں اخراجات میں شرکت وتعاون

گویا ہونے والا داماد خود معذور ہے اس لئے سسرال کی ہونے والی چراہ گاہ بہت احتیاط سے انتخاب کرنی ہے۔یہ اُمت ایک ہی مرض میں مبتلا ہے۔عرب میں لڑکے والے عتاب میں ہیں۔ہندوستان میں لڑکی والے عتاب میں ہیں۔

چند پیشہ سے متعلق تاثر......

رسول اللہؐ کی ایک حدیث ذہن میں تازہ کرلیں۔مفہوم۔پیشہ دنیا میں کوئی بھی ذلیل نہیں شرط صرف ''حرام'' نہ ہو۔لوہے کی زرہ۔لکڑی سے کشتی بنانے والے،دیگر پیشہ سے متعلق انبیاء کا نام آپ بھی جانتے ہیں۔

آپ واقعہ سنیں۔

خادمِ علی،سعودی،فراش(جھاڑو لگانے والے)سے میں نے کہا۔

یا علی تمہارے شہر میں (الدمام) فلان فلان علاقہ میں بنگالی حلاق (حجام ہیں) اور فلاں فلاں علاقے خیاط (درزی) ہیں۔تم اس کام کو سیکھ لو تو بہت کماؤ گے۔

خیاط (درزی) کا ایک بیٹا امریکہ میں اعلیٰ تعلیم پا رہا ہے۔ علی نے جواب دیا۔ اگر تم ہمارے ڈاکٹر نہیں ہوتے تمہارا اخلاق ہم لوگوں کے ساتھ بہت اچھا ہے۔ اس لئے معاف کرتا ہوں۔ جب ہم لوگ کسی کو بہت ذلیل کرتے ہیں تو کہتے ہیں حلاق، خیاط کا بیٹا ہے بیٹی ہے۔

قران کے نزول کی زمین، احادیث رسول کا مرکز
تعلیم اور عمل کا یہ تضاد۔ سبب یا اسباب آپ تلاش کریں۔

باب ششم

(صفحہ ۶۷۔ ۷۷)

(۱) آیئے بازار چلیں۔
(۲) وبائی امراض کا کنٹرول۔
(۳) تعلیم۔ مواطنین کے لئے۔ اجانب کی حدود۔ امریکہ کی مثال
(۴) زمین، مکان، شادی، بچوں کے لئے دودھ، تحفظ۔
(۵) گھر کے اندر۔ باہر سڑک پر۔
(۶) سڑک پر شریعت کا نفاذ۔
(۷) مجانین۔ جذام والے سڑک پر نظر نہیں آتے۔

(۱۹۶۵ سے ۱۹۸۵ء دسمبر) تک کا منظر نامہ۔

(۱) آیئے بازار چلیں۔ ذہن حاضر رکھیں، آنکھ متلاشی۔

کسی بھی دکان میں داخلہ پر منیجر کے کاؤنٹر پر پشت پر دیوار میں تصویروں کا فریم ہے۔ اس فریم میں پاسپورٹ سائز کی چند تصاویر ہیں۔ ہر تصویر کے نیچے تصویر والے کا نام ہے، عمر اور ملک پرنٹ ہے۔ یہ اس دکان کے مختلف کام کرنے والے ہیں۔

''خالی من امراض اسار یہ'' یعنی وبائی امراض، پھٹنے والی بیماری سے سے پاک ہیں ''Communicable''۔ یہ سند صرف حکومت کے اسپتال سے ملتی ہے۔ حکومت کے اسپتال

کام کرنے والے جس ڈاکٹر کو یہ کام سونپا جاتا ہے اس کے لئے بڑی تفصیلی ہدایات ہیں۔ ہدایات پر عمل کر کے سند جاری کرے گا۔ غلط ہونے پر سخت سزا کا مرتکب ہوگا۔

۞ ۱۹۶۵ء میں دکانوں میں دروازے نہیں تھے۔ عموماً سامنے کے داخلہ دروازہ پر بڑا پردہ گرا دیا جاتا۔ ریاض، الدمام، مکہ، مدینہ میں یہی منظر نظر آیا۔ لیکن (۱۹۸۶ء دسمبر) تک منظر نامہ بدل گیا تھا۔ تمام دکانوں میں بڑے بڑے شٹر تھے۔ بینکوں میں الزام (Alarm Belts) تھے۔

وطن والوں کا ایک عام جملہ سنا جاتا تھا۔

''باہر کے سب چور یہاں آگئے ہیں۔''

۞ چند دکانوں میں خریداری کرتے وقت فیملی اگر کوئی سامان بھول گئی۔ گھر واپس آئی۔ یہاں یادداشت کی مدد سے ہر دکان میں خرید کردہ سامان کا جائزہ لیا گیا۔ چند روز بعد دکانوں میں جا کر بھولے سامان کا تذکرہ کیا گیا۔ کسی دکان میں وہ بھولا سامان مل جاتا۔ دکاندار ناراض ہوتا چند نصیحت کرتا۔ چوں کہ ''امانت'' کی ذمہ داری اُس پر آجاتی۔

۞ رسید کا عموماً رواج ہے لیکن ''جعلی رسید'' کا تصور نہیں۔ نوٹ: ۱۹۸۶ء دسمبر کے بعد کا حال نہیں معلوم۔

۞ الدمام کا ایک ٹیکسی ڈرائیور۔ الخبر شہر سے مارکیٹنگ کر کے چند فیملی ایک ٹیکسی میں الدمام واپس آئی۔ ٹیکسی سے اترتے وقت پنٹو (Pintu) نامی اپنا پرس بھول گئی۔ پرس میں ریال، اسپتال کے (Path-Lab)...... کی چابی تھی۔ کاغذات۔ صلیب۔ چند روز بعد ایک ٹیکسی احاطہ اسپتال میں داخل ہو کر سکن (کوارٹرس) کے سامنے آکر رکی۔ اتفاق یہی پنٹو (Pintu) نے کوارٹر سے نکل کر دریافت کیا۔ کسی کی تلاش ہے۔ مختصراً ڈرائیور نے اس کا پرس حوالہ کیا۔ ہاتھ اٹھا کر کہا الحمد اللہ کہنا 'اللہ کا شکر نجات ہوئی۔ انعام سے انکار کیا اور روانہ ہو گیا۔

بازار میں وزن سے بکنے والے سودے کیلئے۔ ناپ کرنے والے سودے کیلئے ترازو۔ اسکیل پر گھومتے کانٹوں نے وزن بتایا۔ ناپ والے پیمانے پر مقدار لکھی۔ جلدی نہ کریں۔

اب بتائیں، ہمارے بازروں میں وزن کے کتنے قسم کے کیلوں (Kilo) ہیں۔
ہزار گرام والا۔ آٹھ سو گرام والا۔ کتنے قسم کے لیٹرس (Litrs) ہیں۔ ترازو کے پلّے، ڈنڈی مارنے کا فن معراج کو پہنچا ہوا۔ وزن کے انسپکٹر (Inspector) صاحب کو شہر کا باشی جانتا بھی ہے؟ دکان والے انسپکٹر صاحب کا نظرانہ دے کر روانہ کردیتے ہیں۔

بازار کا معائنہ

اس سرخی کے تحت چند واقعات بیان ہوں گے۔ جن ادوار کے واقعات ہیں، اُن ادوار میں بلدیہ (منسپلٹی یا کارپوریشن) کے اپنے ڈاکٹر نہیں تھے۔ عموماً سرکاری اسپتال کے ڈاکٹر کو یہ کام انجام دینا ہوتا۔

معائنہ کمیٹی میں۔ چند افراد ہوتے، غالباً محکمہ تجارت کا نمائندہ، محکمہ صحت، محکمہ قانون۔

ایک بیکری (Bakary) کا معائنہ ہوا۔

پہلا قدم۔ کام کرنے والوں کی فریم کردہ تصاویر دیکھی گئی۔ سند کی تاریخ، مدت سند دیکھی گئیں۔

دوسرا قدم۔ مزدور آٹے کی بوریا اٹھا کر مشین کے ایک حصہ میں ڈال رہے ہیں۔ ہر مزدور کے چہرہ پر (Mask) ہے۔ یہ آٹے آگے جا کر چلنے (Sive) سے نکل کر ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ یہاں اس چلے ہوئے آٹے کا نمونہ لیا گیا (Sample)۔

تیسرا قدم۔ آٹا آگے بڑھا کر سانا (گوندا) گیا۔ گوندنے کے لئے استعمال ہورہے پانی کا نمونہ (Sample) جمع ہوا۔ آٹے میں خمیر ڈالی گئی۔ اس خمیر کا نمونہ جمع کیا گیا۔

چوتھا قدم۔ روٹیاں، مشین نے بیل دیا۔ بیلی روٹیاں تنور (Oven) میں گئیں۔ یہ تمام مناظر دکھائے گئے۔

پانچواں قدم۔ تیار شدہ روٹیاں بکری کاؤنٹر (Sale Counter) پر وزن کی گئیں۔ وزن کا سبب دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ مختلف قسم کی روٹیاں ہیں۔ ایک ریال میں چار عدد

روٹی یہ عوام میں استعمال ہے۔ وزن سے معلوم ہوا کہ چار روٹی میں مقرر کردہ مقدار میں آٹا استعمال ہوا یا نہیں۔ اسی صورت میں دیگر اقسام وزن کی گئیں۔

تقابلی جائزہ

مقام۔ شہر دربھنگہ کا نیم چوک

ہر کام ہاتھ اور پاؤں سے۔ گرمیوں کا موسم ہے۔ لبِ سڑک ایک مزدور آٹا گوندر ہا ہے۔ پانی خمیر کے لئے تاڑی کی گاد۔ مزدور کے جسم کا پسینہ سب ہی مخلوط۔ تیار شدہ روٹی۔ بسکٹ، بن۔

مقامی عوام استعمال کرتے ہیں۔ دیہات والے لے جاتے ہیں۔ اس طرح کے تیار شدہ سامان خوردنی میں میں فنگس بہت ہوتے ہیں۔ ''مکھانا'' مقامی، بہت پیدا ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک قسم کا فنگس ہے۔ ایک عرصہ قبل ''مکھانے'' پر ریسرچ کے لئے دہلی سے ایک ٹیم آئی تھی۔ اس ٹیم نے بتایا یہاں کے بیکری پروڈکٹ (Bakery Product) میں فنگس بہت ہے۔

❁ بقالہ کا معائنہ۔ (وہ مخصوص دکان جہاں بند ڈبوں میں غذائی سامان ہوتے ہیں)

ان بقالوں میں دیکھنا ہوتا ہے کہ گذری تاریخ کے کون کون کھانے ہیں۔

ہدایت تھی داخلہ پر، معائنہ کمیٹی دکاندار سے کہتی آپ کمیٹی کے نام درخواست لکھ کر دیں اور فہرست لکھ کر دیں، اور یہ بھی لکھ دیں کہ ان تمام غذائی سامان کو تلف کر دیا جائے۔

قارئین کرام۔ آپ نے غور کیا اس نظم کے تحت کسی طرح کی قانونی کارروائی کی نوبت نہیں آئی۔

سامان ٹرک میں لادا جاتا۔ شہر سے باہر صحرا میں یہ غذائی سامان جلادئے جاتے۔ ٹرک، پیٹرول، مزدور سب کمیٹی کے ہوتے۔ جلائے جانے کی سند ڈاکٹر کو لکھنی پڑتی۔ اتنے سخت نظم کی موجودگی میں موقع بہ موقع دھوکہ بازیاں ہوتیں۔ اجنبی طبیب کو کہا جاتا۔ ایسی جہنم کی گرمی میں تم آرام سے ایرکنڈیشن والے کمرے میں آرام کرو۔ جس

ڈاکٹر نے یہ محبت بھرا مشورہ مان لیا اور ''سند تلف'' پر اپنی دستخط لگادی وہ مجرم ہوا۔ سامان جلا نہیں۔ دوبارہ بازار میں آ گیا! اس دھوکہ بازی کے نتیجہ میں ایک پاکستان ڈاکٹر کی نوکری گئی۔ جیل سے نجات اس لئے ہوئی کے وہ سال کی چھٹی پر پاکستان میں تھا۔ اس طرح کے واقعات میں عموماً مصری اور فلسطینی بھائیوں کا ذہن رسا ہوتا ہے۔

ہم زبان ہونے کا فائدہ۔

اب سبزی بازار۔ یہاں بھی کمیٹی تین بات کا جائزہ لیتی ہے۔

(۱) وزن

(۲) سڑی، گلی سبزیاں ضبط کرلی جاتی ہیں۔ جرمانے ہوتے ہیں۔

(۳) سبزی کے پتے دکان کے پاس نظر نہیں آئیں گے۔ یہ جرم ہے۔ مقررہ جگہ پر ڈالنا ہوگا وہاں سے بلدیہ (مونسپلٹی) والے لے جاتے ہیں۔ جانور کا چارہ بن جاتا ہے۔

گوشت کا کچا سامان۔ یعنی مرغ، بیل، بھیڑ۔

- مرغ کی قیمت مقرر ہے گنتی کے حساب سے جس قدر چاہیں دستیاب ہے۔
- دکاندار ایک ہاتھ سے مرغ پکڑے گا۔ دوسرے ہاتھ سے ذبح کرے گا۔
- اگر آپ نے ذبیح کے وقت کلمہ نہ پڑھنے پر ٹوک دیا۔ مختصر جواب ''خود پڑھ لو''
- جو محتاط ہوتے ہیں وہ کلمہ پڑھتے ہیں۔
- کاغذ کے صاف لفاف میں یہ مرغی آپ کو ملے گی۔ یہ لفاف جھلّی میں ہوگا۔
- دیگر اقسام کے گوشت، وزن سے قیمت مقررہ ادا کردیں اور صاف ستھرے طریقے سے گھر لے جائیں۔

اب تقابلی منظر نامہ۔ قارئین کرام! ہمارے شہر دربھنگہ کے سبزی بازار۔ مچھلی بازار کا تذکرہ بعد میں۔ پہلے تذکرہ ایک محلّہ ''اُردو'' نام کا۔ یہاں گائے، بیل، بھینس کے گوشت کی بکری ہوتی ہے۔ بالکل سڑک کے کنارے۔ یہاں گاہکوں کی بھیڑ کے علاوہ۔ چیل، کوے، کُتے ہوتے ہیں۔

دکاندار چوکھی لڑائی میں مصروف۔(۱) خریدار کا ہنگامہ، (۲) چیل اور کوے کی جھپٹ، (۳) کتوں کا گوشت کا ٹکڑا لیکر بھاگنا اور دکاندار کا کمرہ واپس لینے کی کوشش کرتا نظر آئے گا۔

کم و بیش اسی طرح کے مناظر آپ کو بہار کے صدر مقام پٹنہ میں بھی دیکھنے کو مل جائیں گے۔ بشرطیکہ آپ ان مخصوص علاقوں میں جانے کی زحمت گوارہ کریں۔

وبائی امراض کا کنٹرول

اس سرخی کے تحت قوانین محکمہ صحت، ہدایت کے کاغذی گھوڑوں کا تذکرہ، متاثرہ علاقوں میں ریڈ الرٹ (Red Alert) کا بیان نہیں ہوگا۔ ہدایات، کاغذی احکام کے واسطے سے علاج ہم لوگوں کا نصیب ہے۔ ہماری حکومت کے اتنے اعلیٰ اور چوکس نظم کے بعد بھی اموات ہوتی ہیں اور بکثرت ہوتی ہیں تو اس کی ذمہ داری آسمان والے پر ہے۔ یہاں صرف بیماری کا تذکرہ ہوگا۔ تین مختلف اوقات میں۔ تین مختلف جگہ۔

(A) مرض کولرا۔ مقام الدمام مستشفیٰ المرکزی غالباً (۱۹۶۶۔۱۹۶۸) کے درمیان۔

❁ ایک یمانی مزدور کا داخلہ ہوا۔ طبیب مقیم (R.M.O.) کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ مریض کو وہ پہلے دیکھتا ہے اور علاج تجویز کرنا یا دیگر اقدام کی ضرورت کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ چوں کہ یہ ذمہ داری ہماری تھی۔ مریض کا علاج شروع ہوگیا۔ لیکن کلینک ہسٹری (Clinic History) سمپٹمس (Symptoms) اور کولرا کے مخصوص قسم کے پائمانہ کی موجودگی بتا رہی تھی کہ کولرا کا مریض ہے۔

اسپتال مذکور کے مدیر صاحب کو مطلع کیا کہ کولرا کا مریض داخل ہے۔ مدیر صاحب اپنی کرسی سے انتہائی انتشار کی حالت کہتے ہوئے اٹھے۔ ''فین کولرا، فین کولرا'' جس طرح ایک مجرم انسان کے بارے میں سوال ہوتا ہے۔ وارڈ میں آکر مریض کو دیکھا۔ نہایت غصہ کی حالت میں بولے۔ پائخانہ دیکھ کر'' کالرا'' کہہ دیا۔ بڑے قابل بنتے ہو؟ ہمارا جواب تھا۔ کولرا ہمارے

دکاندار چو مکھی لڑائی میں مصروف۔(۱) خریدار کا ہنگامہ، (۲) چیل اور کوے کی جھپٹ، (۳) کتوں کا گوشت کا ٹکڑا لیکر بھاگنا اور دکاندار کا نکر وا پس لینے کی کوشش کرتا نظر آئے گا۔

کم وبیش اسی طرح کے مناظر آپ کو بہار کے صدر مقام پٹنہ میں بھی دیکھنے کو مل جائیں گے۔ بشرطیکہ آپ ان مخصوص علاقوں میں جانے کی زحمت گوارہ کریں۔

وبائی امراض کا کنٹرول

اس سرخی کے تحت قوانین محکمہ صحت، ہدایت کے کاغذی گھوڑوں کا تذکرہ، متاثرہ علاقوں میں رڈ الرٹ (Red Alert) کا بیان نہیں ہوگا۔ ہدایات، کاغذی احکام کے واسطے سے علاج ہم لوگوں کا نصیب ہے۔ ہماری حکومت کے اتنے اعلیٰ اور چوکس نظم کے بعد بھی اموات ہوتی ہیں اور بکثرت ہوتی ہیں تو اس کی ذمہ داری آسمان والے پر ہے۔ یہاں صرف بیماری کا تذکرہ ہوگا۔ تین مختلف اوقات میں۔ تین مختلف جگہ۔

(A) مرض کولرا۔ مقام الدمام مستشفیٰ المرکزی غالباً (۱۹۶۶۔۱۹۶۸) کے درمیان۔

❁ ایک یمانی مزدور کا داخلہ ہوا۔ طبیب مقیم (R.M.O.) کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ مریض کو وہ پہلے دیکھتا ہے اور علاج تجویز کرنا یا دیگر اقدام کی ضرورت کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ چوں کہ یہ ذمہ داری ہماری تھی۔ مریض کا علاج شروع ہوگیا۔ لیکن کلینک ہسٹری (Clinic History) سمپٹمس (Symptoms) اور کولرا کے مخصوص قسم کے پائمانہ کی موجودگی بتا رہی تھی کہ کولرا کا مریض ہے۔

اسپتال مذکور کے مدیر صاحب کو مطلع کیا کہ کولرا کا مریض داخل ہے۔ مدیر صاحب اپنی کرسی سے انتہائی انتشار کی حالت کہتے ہوئے اٹھے۔ ''فین کولرا، فین کولرا'' جس طرح ایک مجرم انسان کے بارے میں سوال ہوتا ہے۔ وارڈ میں آکر مریض کو دیکھا۔ نہایت غصہ کی حالت میں بولے۔ پائخانہ دیکھ کر'' کالرا'' کہہ دیا۔ بڑے قابل بنتے ہو؟ ہمارا جواب تھا۔ کولرا ہمارے

مُلک میں صوبہ بہار میں چند علاقوں میں انڈمک (Indemic) ہے۔ وہاں کے عام باشندے اس طرح کے پائخانہ کی پہچان کرتے ہیں۔

مدیر صاحب نے حکم دیا داخلہ فارم پر (Gastro-enteritis) ہی ہوگا۔

مریض کو شفا ہوئی اور اسپتال سے فارغ کردیا گیا۔ چند دن کے بعد شہر کے اسی علاقہ سے دوسرا ایمانی مریض داخل ہوا۔ چند مریض کا داخلہ ہوجانے کے بعد (Path-Lab) کے Specialist بنگلہ دیشی سے میں نے کہا۔ مدیر صاحب کو مریض کے پائخانہ میں (Vibrio) دکھادیں۔

مدیر صاحب نے (Path-Sample) وزارۃ الصحہ مرکز ریاض، ارسال کردیا۔ العمری سعودی نوجوان نے ریاض سے واپسی پر بتایا تشخیص ٹھیک ہے۔ لیکن کولرا کا اعلان مرکزی الصحہ خود کرے گی۔ (۱) مرکزی ٹیم آرہی ہے، (۲) چند ملین ریال کی رقم حوالہ مدیر کردی گئی۔

قارئین کرام آپ تصوّر میں دیکھ لیں اس ہندی طبیب کی قدر اب مدیر صاحب کی نظر میں کیا ہوگی۔ مرکزی ٹیم کی آمد سے پہلے مدیر صاحب نے مطلوبہ کمرے حوالہ کردیا۔ مریض ایک طرف، وارڈ علیحدہ ہوا۔ مخالطین (Contacts) یعنی داخل شدہ مریض کے پورے گھرانے کو داخل اسپتال کرکے سگریش (Sigration) کردیا گیا۔ (Contacts) کی جانچ لیب (Lab) کے ذریعہ روز ہوتی تاکہ (Carriers) کا پتہ لگے۔ مرکزی ٹیم آنے سے قبل یہ سارے نظم ہوگئے۔ مدیر صاحب کی بہت تعریف ہوئی۔

تنخواہ کے علاوہ انعامی رقم کی خوش خبری آئی۔ بل پر بار بار دستخط کرائی گئی۔ رقم آج تک نہیں ملی۔ زبانی خبر دی گئی کہ منسٹری کی طرف سے بہتر کارکردگی کی سند آرہی ہے۔ سند آج بھی منزل طے کررہی ہے۔

قارئین کرام...... فیصلہ میں جلدی نہ کریں۔ مقامی دفاتر میں ہم زبان، اہلِ فراعنہ اور فلسطینی برادران کی موجودگی عموماً اس طرح کے واقعات کو جنم دینے کے لئے کافی ہے۔

اصل غرض اس مختصر داستان کی یہ ہے کہ وبائی امراض کو بڑھنے۔ پھیلنے پھولنے کا

ہیں دیا جاتا۔ اُمراض کے وبائی ہونے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ ہر وہ قدم یا اصول جس پر عمل کر کے ایسے حالات کو قابو میں لایا جاسکتا ہے ان پر پورا عمل ہوتا ہے۔ علاج اپنی جگہ۔ غذا، پانی، دیگر اسباب پھیلاؤ سب پر نظر رکھی جاتی ہے۔

خناق (Diptheria) مقام جدہ (Isolation Hospital) اُمحجر سن یاد نہیں (۸۵-۱۹۸۴ء)۔

عیادہ خارجیہ (Outdoor) میں ایک کمسن لڑکا داخل ہوا۔ اسکول جاتے ہوئے وہ اپنی حلق کی جانچ کے لئے آیا تھا۔ (Clinical Exam) کے بعد (Path-Lab) سے مکمل جانچ ہوئی۔ مختبر (Lab) نے براہ راست مدیر اُمحجر اور افسر محکمہ وبائی امراض کو مطلع کر دیا۔

مدیر اُمحجر طالب علم اور رپورٹ کے ساتھ آکر داخلہ در وارڈ کر لینے کا حکم دے گئے۔

طالب علم کے گھر والوں کو اطلاع دی گئی۔ دوسرے دن اسی طرح تین طالب داخل اسپتال ہوئے۔ اَب محکمہ صحت پوری طرح حرکت میں آ گیا۔ ہر مریض طالب علم کے گھر کے تمام افراد کی جانچ ہوئی۔ سب سلامت تھے۔ ان مریض طالب علموں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ اسکول جانے کے راستہ میں ایک مخصوص دکان سے آئس کریم خرید کر کھاتے۔

دکان کی نشان دہی کے بعد حسبِ قوانین، تفتیش کمیٹی دکان پر پہنچ گئی۔ مالک دکان ایک متجنس پنجابی پاکستانی تھے۔ دکان میں تالا پڑا۔ آئس کریم ضبط ہو کر جانچ کے لئے کی اشیاء کی لبڑیڑی میں گئی۔ رپورٹ سے معلوم ہوا Diptheria کے جراثیم موجود ہیں۔

دکاندار کی نشان دہی پر اس ڈیری فارم پر چھاپہ پڑا۔ جہاں سے دودھ آتا تھا۔ وہاں کے ریکارڈس کی جانچ ہوئی۔ دودھ دینے والی بھینس یا گائے کو وہ انجکشن نہیں پڑے تھے جو اس قسم کے امراض سے محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ دکان کے علاوہ ڈیری فارم بھی بند ہو گیا۔ قارئین آپ بتائیں مرض وبائی شکل اختیار کرسکتا ہے؟

مقام جدہ۔ علاقہ منطقہ الصنائیہ (Industrial State)

یہ بہت بڑا علاقہ ہے۔ یہاں مختلف قسم کے کارخانے ہیں۔ اس پورے کمپلیکس

(Complex) میں ایک سرکاری ڈسپنسری ہے۔ علاقہ میں کارخانوں میں مختلف شفٹ (Shift) میں ایک کینٹین میں تقریباً پندرہ سو افراد کھانا کھاتے ہیں۔

انڈسٹریٹ اسٹیٹ کی آفس سے ڈسپنسری کے نام ایک مراسلہ آیا

مراسلہ کا مقصد تھا۔ اس کینٹین کے کھانا پکانے والے افراد کی طبی جانچ کے بعد رپورٹ دی جائے۔ ان طباخ (باورچی) حضرات نے حلق کی تکلیف کا اظہار کیا ہے۔ حسبِ نظام طبی اور اَوامر (Directives) وزارۃ الصحہ۔ جانچ کی تکمیل کے بعد ان پندرہ طباخ حضرات کو کام پر جانے سے منع کر دیا گیا۔ (۱) علاج مل گیا، (۲) ہر پانچ دن پر سابق کی طرح جانچ ہوئی۔ (۳) اس طرح کی تین جانچ کے بعد اگر ہر دفعہ ''نفی'' (Negative) آئی تو کام پر واپس جاسکتے ہیں۔ مقصد ہوا پندرہ دن کینٹین کا کام دوسرے طباخ کریں۔

تقابلی جائزہ

بیماری کے پھیلنے میں یعنی وبائی شکل اختیار کرنے میں مندرجہ ذیل کا اہم ترین حصہ ہے۔

(الف) پانی۔ زندگی کی بقا کا ضامن صحت کے ساتھ۔ اگر شرائط صحت کے مطابق نہیں ہیں تو یہی پانی موت کا سبب۔ آپ اپنے شہر میں دیگر شہروں میں سڑک پر بہتے پانی کو دیکھ کر کہتے ہیں۔

برسات کا موسم نہیں۔ پانی کہاں سے؟ معلوم ہوتا ہے زمین دوز پانی کے پائپ، ڈرینج (Drainage) کے پائپ ایک ہی متوازی گڑھے سے گذرتے ہیں۔ پائپ پھٹ گئے ہیں دونوں پانی مل کر سڑکوں پر بہہ رہے ہیں۔ جراثیم پیدا ہوئے۔ پھیلے۔ وبائی مرض آموجود ہوا۔

پانی کی ٹنکی۔ پانی کی ٹنکی جہاں سے آبادی کو ضرورت کا پانی ملتا ہے۔ اگر کوئی اس غلط فہمی میں ہے کہ ٹنکی کا پانی محفوظ ہے صحت کی ضمانت ہے تو بے شک خوش فہمی میں مبتلا رہے۔ حالاں کہ جمع شدہ پانی کو گھر کی ضرورت کے لائق قائم رکھنے کی جتنی شرائط ہیں ایک شرط پر عمل نہیں ہوتا۔

بیماری پھیلنے کے بعد علاج کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔

اس مرحلہ پر دوا اور جعلی دوا، میڈیکل کی پیشہ ور ٹیم کی کمائی کا دور آتا ہے۔

غذا کا سامان۔ حلوائی کی دکان۔ چھوٹے بڑے ہوٹل، لب سڑک پکتے کھانے، خانچے والے، چائے والے، پرب تہوار کے موقع پر غذائی سامان کی کثرت، اور موسم خشک ہے تو سڑک پر کی گرد۔ بچہ، نوجوان، بوڑھا، تندرست، بیمار، ہر قسم کی بیماری والا مریض، تھوک، بلغم، خون، پان کی پیک، کھینی کھانے والوں کا تھوک سب ہی فراوانی سے سڑک پر۔ ٹی۔ بی (T.B.) کے مریض، کوڑھ کے مریض شہر میں بھیک مانگتے ہوئے اپنے مرض کا حصہ دار شہر والوں، سڑک کے مسافر کو بنا رہے ہیں۔

حفظان صحت (Hygene) کا فقدان ہے۔ برسوں قبل اعلان کر دیا گیا ''ملیریا'' ختم ہوگیا۔ محکمہ توڑ دیا گیا۔ ماضی قریب میں بہار میں ''کالا زار'' کی موجودگی سے وزیر صحت بہار نے انکار کیا۔ اسی دوران مولانا مجاہد الاسلام (اب مرحوم) نے حکومت کویت کی مدد سے، دیگر افراد کی مدد سے کالازار کے علاج کے لئے مراکز قائم کئے۔ بلیا، جالہ، سنگھوارہ دیگر مراکز۔ اسی دوران وزیر صحت کے دفتر سے امارت شرعیہ کو خط ملا کہ سمستی پور کے علاقہ میں بھی علاج کے مراکز قائم کئے جائیں۔ وسائل تھے نہیں امارت نے مجبوری ظاہر کیا۔

وزیر صحت اس بیماری کے موجود ہونے سے انکار کر رہے۔ ان کے دفتر سے علاج کے لئے خط بھی آرہا ہے۔

قارئین کرام۔ اس مختصر کتاب سے مختلف حالات۔ نظام حکومت، ذمہ داری کی مثالی شان سب کچھ بہت مختصر ہی سہی ضرور آپ کے مطالعہ میں آئی ہے۔ دعاء خیر کی التجا ہے۔

چراگاہ

(۱)

چراگاہ کی تعریف، پڑتی، چری کی جگہ، انگریزی میں گریزانگ لینڈ۔ یہ چراگاہ ہیں میدانی علاقوں میں ہوتی ہیں۔ پہاڑوں پر ہوتی ہیں۔ دریا کے کناروں پر۔ یہ جانور کے چرنے کی جگہ کا تذکرہ ہوا۔ لیکن اہم چراہ گاہ اور بھی ہیں۔ یہ انسانی آبادی میں ہیں۔ شہروں میں ہیں۔ دیہاتوں میں ہیں۔ محلوں میں ہیں، گھروں میں ہیں۔ ان چراگاہوں میں چرنے کی چیز نباتات نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ ان چراہ گاہوں میں چرنے کی چیز خود نبی آدم ہوتے ہیں۔

جانور کی چراہ گاہ میں جانوروں کی حفاظت کرنے والے گلہ بان ہوتے ہیں اور کبھی کبھی جانور کی حفاظت کرنے والے کتے بھی ساتھ ہوتے ہیں۔ خاص قسم کی چراہ گاہ میں بھی گلہ بان ہوتے ہیں اور محافظ جانوران خاص قسم کی چراہ گاہ میں علاقوں کا بٹوارہ ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق کی حفاظت کی جاتی ہے۔ پھر بھی سخت قسم کی رسہ کشی ہوتی ہے جنگ کی نوبت بھی آتی ہے۔

جانور کی چراہ گاہ میں ہر دن نئی ہریالی اگتی ہے جانور چرنے روز ہی آتے ہیں۔ اس اسپیشل قسم کی چراہ گاہ میں روز وہاں کی آبادی محنت مزدوری کر کے کچھ رقم لاتی ہے اور اس چراہ گاہ کے رکھوالے حکومت کی طرف سے آتے ہیں۔ جہنم سے نجات دلانے جنت کی ضمانت دینے والے آتے ہیں۔ خوف ہراس پیدا کرنے والے رنگ داری ٹیکس جمع کرنے آتے ہیں۔ ملکوں اور بڑے بڑے شہروں میں .I.M.F اور World Bank والے آتے ہیں تاکہ سود پر قرض دے کر انسانی بھلائی کے کاموں کی ابتدا ہو۔ سود کی بیج سے اس چراہ گاہ میں فصل ہمیشہ ہریالی رہتی ہے۔

اقسام میں ایک قسم اور بھی ہے۔ یہ مخصوص چراہ گاہ زمین پر نہیں ہوتی بلکہ زمین دوز۔ بہت گہرائی میں شاید ان کو گہرائی میں رہنے پر امن کا یقین ہو۔ بعض شرمیلی چراہ زیر آب بہت گہرائی میں ممکن ہے ان کا خیال ہو، وہ وہاں محفوظ ہیں باعزت ہیں دسترس سے باہر ہیں۔

لیکن وہ مخلوق جو بقول غالبؔ درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو۔ اس درد کی شدت سے ان چراہ گاہوں میں بھی آتے ہیں۔ جوق در جوق آتے ہیں۔ اور کار خیر کی انجام دہی کے لئے

آپس میں دست بہ گریباں ہوتے ہیں۔ اس مقدس کشمکش میں ایک نئی تثلیث جنم لیتی ہے۔ اس تثلیث کے پھل کا نام ڈپلومیسی ہے، رشوت ہے، دھمکی لالچ ہے۔ اگر آپ کو شوق ہے فرصت تو براہ کرم ایک سفر کریں تیل اور گیس کی پوشیدہ چراہ گاہوں میں۔ انشاءاللہ آپ کو خالق حقیقی کا وہ بیان کہ ہم نے تم کو قبائل میں بانٹ دیا تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو۔ تو یہاں کالے، گورے، پیلے، گندمی سب رنگ کے قبائل مل جائیں گے۔ اس خالق اعظم نے پہچان کی آسانی کے لئے مزید سامان کئے۔ اناٹومی میں فرق کر دیا۔ ہر قبیلے کے چہروں کو مختلف کر دیا۔ سر کے بال کو دیکھیں۔ کہیں کالے، کہیں نقرئی، کہیں چاندی کی ملاوٹ کا شک، ایک قسم نرم ہے ریشم کی طرح تو دوسری موٹی اور اتنی پیچ کہ سیدھا نہ کر سکیں۔ اب صرف ایک چراہ گاہ کا تذکرہ ہوگا۔ کالے براعظم میں کالی کان کے اندر سیاہ فام کوئلے کی صحبت میں ہیرا۔ بھلا ہو خیالات کا خاص کر جب وہ بے لگام ہوں۔ مخلوق بنی آدم میں جب انسان پیدا کرنے کی فطرت کو خواہش ہوتی ہے تو چند بندوں کو اقبال کی زبان میں نگاہ مرد مومن بخش دی جاتی ہے کوئلے کی صحبت میں گھرے ہیرے کو کس مرد مومن کی نگاہ کا فیض ہے۔ بات میں بات نکلی اور اصل مقصد او جھل ہو گیا۔

ہماری غرض ان بھانت بھانت قسم کی چراہ گاہوں کا تذکرہ نہیں۔ یہ تو محض ایک گذرے ہوئے جلسہ کا حال بیان کرنے کا ایک بہانہ ہے۔ تو کہانی اس طرح شروع ہوتی ہے۔

(۲)

۱۹۸۶ء میں سیلاب کی تباہی آئی۔ حالات پیدا ہوئے۔ ایک مسلم ریلیف کمیٹی بنی، کمیٹی پروگرام پر عمل کرتی رہی پھر مرحوم ہوگئی۔ اسی زمانہ میں شہر کے مخصوص افراد کا جلسہ ہوا۔ دانشور تھے، دین، قوم، انسانیت کا درد رکھنے والے تھے۔ سیاست کے نمائندہ تھے۔ تنظیموں، فلاحی اداروں کے نمائندے تھے۔ گفتگو کا موضوع تھا۔ ریلیف کمیٹی کے لئے فنڈ کس طرح جمع کیا جا سکتا ہے؟ اس موضوع پر وسائل کا جائزہ جاری تھا، ایک دانشور نے سوال اٹھایا۔ کمیٹی خرچ کی فہرست میں کن امور پر پہلے خرچ کرے گی یا کمیٹی کو کن کن امور پر درجہ وار خرچ کرنا چاہئے۔ اب اس نکتہ پر بحث شروع ہوگئی۔ پچھلے دنوں بعد شام ایک جلسہ میں ایک صاحب نے کہا کہ

موضوع فنڈ جمع کرتا ہے تو امید سے پہلے خرچ کی بحث کو ہم لوگ ملتوی کر دیں اور آمدنی کے وسیلہ پر غور کریں۔ ان صاحب نے کہا کہ اس شہر میں بقر عید کے موقع پر بیس سے بائیس لاکھ رقم کا چمڑا جمع ہوتا ہے۔ شہر کے مدارس جو چرم قربانی جمع کرتے ہیں یہ ان کا اندازہ ہے چمڑے کے تاجر حضرات کا بھی کم و بیش یہی اندازہ ہے۔ اس رقم کے علاوہ بڑی رقوم میں زکوٰۃ، صدقات، عطیات ہیں۔ ان رقوم کی طرف آپ لوگوں کا دھیان دلانا چاہتا ہوں۔ لیکن اس طرف دھیان کیوں گیا پہلے اس کا سبب بیان کروں گا، محترم حضرات انگریزی زبان کا رسالہ Readers Digest جو امریکہ سے شائع ہوتا ہے اس میں ایک واقعہ وہاں کے بنکوں سے متعلق چھپا تھا۔ واقعہ یوں تھا۔ امریکہ میں مقیم مسلمان مختلف بینکوں میں اپنے اپنے حساب رکھتے تھے۔ جب ان کی اکثریت امریکہ سے مستقل واپس گئی تو اپنی اپنی اصل رقوم نکال لیا۔ سود کی رقم باقی چھوڑ دیا۔ بینک والوں نے کچھ مدت کے بعد مسئلہ کا حل تلاش کرنا شروع کیا۔

بڑے بینکوں کا مسئلہ تھا تعداد ان کی غالباً سات تھی، بینک آف امریکہ، سیٹی بینک آف امریکہ، نام یاد رہ گئے ہیں۔ یہ بینک امریکن یہود کے ہیں۔ مجموعی رقم ان بینکوں میں تین بلین ڈالر تھی۔ بینکوں کی میٹنگ ہوئی آپس میں فیصلہ ہوا۔ یہ رقم کونسل آف چرچیز آف امریکہ کو دے دی گئی۔ تو حضرات ہمارے دل میں خیال آیا ہے۔ اس شہر میں مدارس والے ایک انٹر کونسل آف مدارس بنالیں۔ تمام رقوم اس کونسل کے پاس جمع ہوں اور کونسل ہر مدرسہ کی ضرورت پوری کرے۔ اس نظم سے جو دیگر فوائد ہوں گے وہ یہ ہوں گے۔ مدارس کی تعلیم کا معیار درست ہوگا۔ فارغ طلباء کی معیشت کو حل کرنے کے وسائل پیدا کرنے ہوں گے۔ مختلف ہنر کی تعلیم کا بندوبست ہوگا۔ قوم میں جو جسمانی طور پر معذور ہیں ان کو بھیک مانگنے کی مصیبت سے نجات ہوگی۔ محترم حضرات کی خدمت میں باآداب عرض ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے دور میں اعلان کے باوجود زکوٰۃ کی رقم لینے والا نہیں ملتا تھا۔ ظاہر ہے ملک کی دولت کا نظم ہی اس کا سبب تھا۔ بات جاری تھی۔ ایک آواز آئی۔

''آپ اس چراگاہ میں داخل نہ ہوں''

دہشت گردی

آج دہشت گردی کا ہر طرف شور وغوغا ہے۔ اخبارات ورسائل میں اسی کی گونج ہے۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن ودیگر ذرائع ابلاغ کی زبانوں پر اسی لفظ کا ورد ہے۔ آیئے ہم دیکھیں کہ دہشت گردی کیا ہے اور اس کے معنی کیا ہیں اور اس پر بھی غور کریں کہ کیا آج دہشت گردی جن معنوں میں استعمال ہو رہا ہے وہ کس حد تک درست ہے؟ اور اگر نہیں تو اس کے اسباب وعلل کیا ہیں۔ ہم اس مضمون میں اسی کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ وسیع تناظر میں اس کی توضیع وتشریح ہوسکے۔

تعریف حسب ڈکشنری :

القاموس (عربی) ہول، رعب Terror

فزع

حکم الارباب۔ Regin of terror

ملک الموت۔ King of terror

Chamber Hindi آتنک Terror

دہشت

آتنک وادی Terrorist

Oxford Dictionary Terror - Extreme fear

Terrorise - To cause great fear by being aggressive

Terrorism - the use of violence for political aims

Terrorist - a person who takes part in terrorism

روزمرہ کی زندگی میں مثالیں

(۱) عام چوری اور سیندھ ڈال کر نتیجہ چوری کا خوف و ہراس

(۲) ڈکیتی کا خوف و ہراس نتیجہ مال اور جان کا خوف

(۳) سیاسی بلواء نتیجہ آبادی میں خوف

(۴) دینی بلواء، رتھ یاترا نتیجہ گذرگاہوں میں خوف و ہراس

(۵) بابری مسجد مسمار ہونے پر نتیجہ پورے ملک میں خوف و ہراس

(۶) ہندو پاک میں مساجد میں نمازیوں پر گولیاں نتیجہ پورے ملک میں خوف و ہراس

(۷) جاہل اور غریب طبقہ پر امیر اور تعلیم والوں کا حکم نامہ نتیجہ خون خرابہ خوف و ہراس

(۸) بمبئی میں مسلم قتل عام

جواب میں بم بلاسٹ

مسلم بم بلاسٹ کی تلاش

قتل عام کا ملزم آزاد۔ حکم ران ٹولہ میں شریک دار۔''خون خرابہ جاری، خوف و ہراس قارئین کرام، تاریخ کے قریب کے ادوار پر نظر ڈالیں تو بات کھل کر سامنے آئے گی کہ دہشت گردی کی تین نمایاں اقسام ہیں۔

ذیلی اقسام کو نظر انداز کر دیں۔

قسم نمبر ۱ صرف دہشت گردی

قسم نمبر ۲ سیاسی دہشت گردی

قسم نمبر ۳ مذہبی اور مسلکی دہشت گردی

قسم نمبر ۲ اور ۳ ایک دوسرے کے حلیف ہیں

ہندوستان کی مثال: بابری مسجد کی شہادت۔ رتھ یاترائیں۔

مذہبی اقلیتوں اور دلتوں پر یلغار، سیاسی طاقت سے ...

پاکستان کی مثال: مسالک کے نام پر مساجد میں گولیاں چلتی ہیں۔
سپاہ صحابہ۔ سپاہ جنگی وغیرہ
ہر خطۂ دنیا میں ہر جگہ مذہب کے مدعی گروہ اوران کی سیاسی مدد۔
میری غرض واضح نہیں ہو رہی ہے۔ واضح الفاظ میں اپنا مدعا نہیں پیش کر سکا ہوں۔
اس کی وضاحت کے لئے چند مثال پیش کروں گا۔
''جنگ آزادی'' کی سرخی کے تحت
امریکہ (U.S.A.) کی جنگ آزادی کی مثال۔ حکم راں نے اس جنگ کو بغاوت کہا۔ حصول آزادی کے بعد، (U.S.A.) کی آزادی کی دیوی کا مجسمہ 'مشعل آزادی' ہاتھ میں لئے موجود ہے۔
قریب ترین دور (۱۹۸۲) کی یاد تازہ کریں۔ Fake-Land
U.S.A. کی قیادت میں، یہ حکومت برطانیہ کا ملک تھا۔ اس وقت کی برطانوی وزیر اعظم Margret Thacher نے بَرطانوی فوج روانہ کیا۔ لیکن Fake-Lane آزاد ہو ہا۔ اب سفارتی تعلقات ہیں۔
براعظم افریقہ میں Nelson Mandela جنوب افریقہ کے باشی نے، برطانیہ کی قید میں تیس سال گذارے۔
حصول آزادی کے بعد دہشت گردی کا الزام ختم ہو گیا۔ برطانیہ نے سابق دہشت گرد کو حکم ران کی حیثیت سے خوش آمدید کہا۔ برطانیہ کی ملکہ کے ساتھ رقص کی محفل ہوئی۔
ہندوستان کی جنگ آزادی کے دوران برطانیہ نے تحریک آزادی کو دہشت، بغاوت کہا۔
جلیانوالہ باغ کا واقعہ، علماء اسلام کالا پانی گئے۔
Indian National Army بنی
آج ہندوستان آزاد ہے۔ سابق حاکم اب بھی British Common Wealth کے ذریعہ تعلق رکھتا ہے۔
موجودہ آسام (Assam) کا تذکرہ کریں۔ Fizoo of Assam اس کے سر پر

لاکھوں کا انعام تھا، حالات بدلے۔ یہی Fizoo Naga Land بن جانے کے بعد وطن پرست ہوگیا۔دہشت گردی کا الزام ختم ہوگیا پنڈت نہرو نے کہا۔

اگر غیر کامیاب تو Terrorist دہشت گرد

اگر کامیاب تو Patriot وطن پرست

اس مختصر تحریر میں زیر بحث عنوان ہے دہشت گردی۔دہشت کی اقسام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قسم ہے۔

خالص ''دہشت گردی'' اس قسم کی دہشت گردی میں ملوث اشخاص صرف نشہ، جنسی بے راہ روی کیلئے دہشت کے ذریعہ زر حاصل کرتے ہیں۔نہ سیاسی مقصد ہے نہ مذہبی اور یہ گروہ مدعی بھی نہیں۔

امن عالم میں خلل، سیاسی دہشت گردی، مذہبی، مسلکی دہشت گردی، کے اتحاد سے ہے۔''دہشت گردی'' کی خبریں بذریعہ اخبار، ریڈیو، ٹی وی، کتب، اشتہار، من گڑھت کہانیاں، مثال میں حال کے واقعہ پر نظر ڈالیں دنیا والوں کو کس انداز میں خبر سنائی گئی۔

Mascow کے تھیٹر میں جو حادثہ ہوا۔

- روس نے کہا خلیجی مما لک سے مرد اور عورت ہتھیار بند آئے تھے۔
- دیگر مملک نے کہا روس نے گیس استعمال کیا ہے۔
- روسیوں نے کہا گولیوں سے موت ہوئی ہے، گیس سے نہیں۔
- .U.S.A نے کہا کون سی گیس استعمال کیا، بتاؤ؟

''سیاسی دہشت گردی'' کا بنیادی مقصد ہماری سمجھ کے مطابق ٹھیٹ زبان میں حلوائی کی دکان ہے، سارے جہاں میں، جہاں جہاں یہ دکان ہے 'میری' ہے۔

اس بھونڈی تشبیہ پر صبر سے کام لیں۔

سوال کریں: حلوائی کی ان دکانوں میں کون کون سی مٹھائیاں ہیں؟

جواب ہے: (۱) ان دکانوں میں معدنیات کی مٹھائیاں ہیں۔

(۲) ان دکانوں میں معدنیات تیل کے شربت ہیں۔

(۳)ان دکانوں میں گیس کی کیف آور شے ہے۔

(۴)ان دکانوں میں زراعتی زمین کی سوندھی خوشبو ہے۔

(۵)ان دکانوں میں آب حیات کی فراوانی ہے۔

محترم قارئین ان دکانوں کا تذکرہ تفصیل سے معلوم کرنا چاہیں تو ایک جگہ کتابی صورت میں دیکھا جاسکتا ہے۔ کتاب کا نام ہے۔

The Muslim World and the future economic order

شائع کردہ: Islamic Council of Europe (383) pages

اب سوال کریں:۔

(۱) آپ سوال کریں یہ دکانیں کہاں کہاں ہیں۔

(۲) آپ سوال کریں دکانوں پر قبضہ کے لئے کون کون کوشاں ہیں۔

(۳) آپ سوال کریں دکانوں پر قبضہ کے لئے کن کن ذرائع پر عمل ہورہا ہے۔

(۴) آپ سوال کریں دنیا کا ہر مسلم ملک دہشت گردی میں کیوں مبتلا ہے۔

جوابات سوال نمبر ۱ کا: یہ مختلف ممالک میں ہیں۔ لیکن کثرت سے مسلم ممالک ہیں۔

براعظم افریقہ میں مسلم ممالک............(۲۹) ہیں۔

براعظم ایشیا میں مسلم ممالک............(۲۴) ہیں

Egypt ایشیاء اور افریقہ کی سرحد پر............(۱)

Turkey ترکی ایشیاء اور یورپ کی سرحد پر......(۱) = (۵۵) ممالک ایک اندازہ کے مطابق (۱۹۷۶ء) تک تیل اور گیس کے ذخائر (63%) مسلم ممالک کے پاس تھے۔

مرحوم مملکت روس کے چھ علاقے جو حال میں آزاد ہوئے ہیں ان کے پاس بھی تیل، گیس، معدنیات کے خزانے ہیں۔

ہندوستان کا مغربی بنگال، پڑوس کا بنگلہ دیش، اس کے پاس بھی تیل گیس کی دولت نکل آئی ہے۔ سابق صدر امریکہ کلنٹن صاحب کا چوبیس گھنٹہ کا ایرپورٹ پر قیام۔ ڈولر کا عطیہ، آپ کے ذہن میں بھی تازہ ہے اور محفوظ بھی۔

یعنی مسلم ممالک کے تیل، گیس، معدنیات پر قبضہ کی کوشش۔

اس قبضہ کی کوشش میں رکاوٹ، اس تصادم کا نام دہشت گردی، مسلم دہشت گردی۔

جواب سوال نمبر۲ کا: جن کے پاس طاقت ہے۔

زیادہ طاقتور اس وقت امریکہ ہے۔ اس کے ساتھی ہیں۔ تھوڑا اختلاف ہے، بٹوارہ کے طریقہ کار پر۔ لوٹ کا مال (Booty) کس طرح تقسیم ہو۔

موجودہ روس بھی بٹوارہ کا شریک دار ہونا چاہتا ہے۔

آج USA کا ہر مخالف اس کا معاون بن جائے گا جب (Booty) کے بٹوارہ کے طریقہ کار پر مصالحت ہو جائے گی۔

جواب سوال نمبر۳ کا: (۱) ذرائع ابلاغ کے نام پر ایک سیلاب عظیم شر کا، جھوٹ کا۔

(۲) ہر ملک میں میر جعفروں اور میر صادقوں کی کامیاب تلاش۔

(۳) خون ریزی کے ہر مطلوبہ سامان کی فراہمی۔ مثلاً

روس کے خلاف امریکہ کا پیدا کردہ "طالبان" اور امریکہ خلاف روس کا پیدر کردہ "شمالی اتحاد" عراق کے صدام حسین اور ایران کی آٹھ سالہ جنگ کو ذہن میں محفوظ رکھا ہی ہوگا۔ کون لڑا رہا تھا؟

آپ کا سوال نمبر۴ کا جواب: براہ کرم موجودہ دنیا کے سیاسی میپ پر نظر ڈالیں۔ مسلم ممالک کے پاس دولت بہ شکل۔ تیل، گیس، معدنیات، پانی، جانور، دیگر سامان ہیں ان پر قبضہ کے لئے ساری جنگ ہے۔

باہر کی دو طاقت اپنے اپنے ایجنٹ سے ممالک میں فساد کراتی ہیں۔ مقامی حب الوطنی اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق رکاوٹ ڈالتے ہیں۔

اس رکاوٹ کا نام وضع (Coin) کیا ہے۔

❁ دہشت گردی ❁ مسلم دہشت گردی

❁ اسلامی دہشت گردی

ماحصل: کسی طرح کی رکاوٹ پیدا نہ کرو۔

ہم ہیں چادر والے

خوش رنگ ایک رنگ
سب دیکھے سب رنگ
ہم ہیں چادر والے
ہر موسم میں کام کریے
موسم بھی لحاظ کریے
ہم ہیں چادر والے
اللہ ستارالعیوب ہے
ہماری چادر بھی ستاری کریے
ہم ہیں چادر والے
آؤ ساتھیوں چادر کے نیچے سیر کریں
فکر نہ کرو چادر کے اوپر ستاری ہے

صدر کا اعلان ہوا۔

یہ کمرہ ''بحث ونظر'' ہے آج کا موضوع ہے ''اسلام کو کس نے صحیح سمجھا ہے'' ایک ممبر نے اسلام پر گفتگو کرتے ہوئے جب کہا۔ مولانا الیاسؒ نے صحیح سمجھا پورے اسلام کو چھ بات میں پیش کر دیا ہے۔

دوسرے ممبر بول پڑے ...... یہ اعلان غلط ہے۔ مولانا مودودیؒ نے اسلام کو صحیح سمجھا۔ آج کی صدی میں ہر مسلم ان کا احسان مند ہے۔

تیسرے ممبر صاحب کا بیان شروع ہوگیا۔ ''افسوس ہے، بہت بڑی غلط بیانی ہو رہی ہے حضرت امام احمد رضا خانؒ نے صرف اور صرف اسلام کو سمجھا۔ آج دنیا میں ان کی تعلیم مقبول

ترین ہے۔

اسی درمیان چوتھی اواز اُبھری.........شدید افسوس ہے، جس شخص کی ادراک فہم اسلام نے دنیا میں اس وقت منکران اسلام اور دشمن اسلام کو فکر مند کر دیا ہے وہ ذات گرامی ہے حضرت امام عبدالوہابؒ کی۔

غصہ سے مغلوب ایک آواز آئی.........میں مجبور ہوں کہنے کے لئے سب ہی غلط ہیں۔مولانا وحیدالدین خاں مدظلہٗ نے اسلام کو سمجھا۔ان کی تصانیف ان کا الرسالہ مطالعہ کریں۔ سب سے بڑا ثبوت موجودہ R.S.S. کی حکومت ان کی محتاج ہے۔

صدر نے جب دیکھا کہ بحث میں گرمی زیادہ ہورہی ہے صوبائی اسمبلیاں یا مرکزی پارلیامنٹ کا سماں بندھ رہا ہے تو اعلان کر دیا وقت ختم ہوگیا ہے۔

اجلاس انشاء اللہ ۱۵۲۳ھ میں ہوگا۔اس مدت میں:

- کبوتر کا انڈا۔
- مکڑی کا جالا۔
- موجودہ صلیبی جنگ کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔

لیکن اس وقت ایک سوال نامہ پیش کرنا ہے۔مرسل نے واضح طور پر نام و پتہ تحریر نہیں کیا ہے۔ چوں کہ موضوع دلچسپ ہے اس لئے محترم ممبران سے التماس ہے جوابات پورے دلائل کے ساتھ علمی، تاریخی اور قرآنی حوالات کے ساتھ آئندہ اجلاس میں شریک ہوں۔سوال نامہ کی کاپیاں تقسیم ہورہی ہیں۔

سوال نمبر۱۔قرآن پر ایمان اور عمل کرنے والی جماعت کا نام صرف دو ہے۔قرآن نے ان کو ''مسلم'' یا ''مومن'' کہا ہے۔

- شیعہ، سنی، اہل حدیث، اہل سنت والجماعت، اہل قرآن دیگر بہت سارے نام کب سے؟ اور کیوں وجود میں آئے؟

سوال نمبر۲۔قرآن کے بیان کے مطابق بنی آدم کی تین قسم ہے (دینی تقسیم)

''مشرک''

''مومن''

''منافق''

دنیا کی موجودہ مسلم آبادی کے نام سے پکارے جانے والی آبادی کو آپ کس خانہ میں رکھنا پسند کریں گے؟

سوال نمبر۳۔ قرآن کے بیان کے مطابق، نبی آدم قبائل میں تقسیم کئے گئے تا کہ آپس میں پہچانے جائیں۔ کیا یہ عرب قبائل کا تذکرہ ہے؟ یا مجموعہ بنی آدم؟ کیا بنی آدم کے قبیلے اس طرح نہیں ہیں؟

فرق کی سرخی کے تحت (۱) قد (۲) رنگ (۳) جسمانی بناوٹ (۴) چہرہ (۵) بال (۶) دیگر فرق

Negroid......سیاہ نسل

Mangool......پیلی نسل

Aryain......سفید نسل

Semetic......مخصوص اپنے طور پر

مسالک کا دفتر تجارت

(نوٹس بورڈ پر واضح تحریر) (۱) یہ غرفہ تجارت ہے۔

(۲) مسالک کی بات مساجد میں

صدر نے اعلان کیا۔

محترم ممبران سے گذارش ہے اپنی اپنی رپورٹ پیش کریں:

ایک ممبر نے کہا......شہر اور باہر، سو سے زیادہ مقامات پر بہت اہم پلاٹس (Plots) حاصل ہو چکے ہیں۔

دوسرے ممبر نے کہا...... پورے ضلع میں تین سو مکانات پر قبضہ ہو چکا ہے۔ بیوہ، یتیم، نادار کو قیمت ادا کر دی گئی ہے۔

تیسرے ممبر نے کہا...... ضلع کے اندر پانچ سو یا کچھ زائد چھوٹے تاجروں کی تجارت کو ضم کیا جا چکا ہے۔

چوتھے ممبر نے کہا...... مجموعی رپورٹ بہت، بہت، تسلی بخش ہے۔ لیکن...... حاصل شدہ املاک کا بٹوارہ اس پر موجودہ اختلاف کو کیسے دور کیا جائے؟

ایک ممبر نے کہا............ بٹوارہ کا مسئلہ تو حل ہو جائے گا۔ اس کی فکر غلط ہے۔ میں چاہتا ہوں ایک عظیم خطرہ کی طرف توجہ دلاؤں۔

صدر صاحب اپنے الفاظ میں اس کی تفصیل پیش کریں۔

محترم سامعین .... مفسدوں کی جماعت نے نعرہ بلند کیا ہے۔ دین کو واپس لاؤ۔ مسالک کو ہٹاؤ۔

ان کا مطالبہ ہے قرآنی احکام کو روزانہ کی زندگی میں داخل کرو۔ وہ مثال دیتے ہیں۔

(۱) تجارت میں قرآنی احکام داخل کرو۔ وزن اور ناپ پورا دو۔ ملاوٹ بند کرو۔ ایسے تاجر بنو کہ یوم حساب انبیاء کی صف میں کھڑے ہو۔

(۲) حقوق انسانی کے

حقوق مسلم کے

حقوق پڑوس کے

حقوق جانور کے

حقوق عورتوں کے سب کا عملی نمونہ دکھاؤ جس طرح رسولؐ نے کر کے دکھایا۔

حقوق نباتات کے

(۳) رزق حلال کھاؤ تاکہ عبادت بھی قبول ہو۔

(۴) ہنگامی دور میں بھی تعلیمات قرآن پر عمل کرو۔ ہنگامہ کو امن میں بدل دو۔

(۵) جب تم پر جنگ لادی جائے۔ جنگ کے قرآنی احکام پر عمل کر کے جنگ کا رُخ پھیر دو، اس طرح کی جنگ سے امن پیدا کرو۔

صدر نے کہا، محترم ممبران یہ وہ بیان ہے جو مختصر سنا دیا۔

ردِعمل کس طرح ہونا چاہئے؟

پھر ردِعمل سے کیا مراد؟ صدر صاحب نے نرم اور شفقت بھرے لہجہ میں سوالات کئے۔

کیا ان مسالک سے دین کی خدمت نہیں ہوتی ہے؟

کیا ان مسالک سے دین کی خدمت نہیں ہو رہی ہے؟

ایک ممبر نے جواب دیا...... ہمارے ذہن کو چند سوالات الجھائے ہوئے ہیں۔

وہ مختصراً یوں ہیں:۔ ❁ مسالک کے نام پر مساجد کا بٹوارہ۔

❁ مساجد میں مسالک والوں کی آپس کی لڑائی دوران نماز زخمی ہونا، اسپتال جانا، سرکاری عدالتوں میں مقدمہ لڑنا۔

❁ نمازیوں کی ایک جماعت جب نماز سے فارغ ہوکر مسجد سے واپس گئی۔ تو مسجد کو ناپاک گردان کر اس کو پاک کرنے کے لئے دھونا۔

ان اعمال کی وضاحت کریں۔

سوالات

(A) امت مسلمہ کے پاس دولت کی فراوانی ہے۔ (۱)

دولت کو استعمال کرنے کے لئے علوم کی ضرورت ہے۔ (۲)

امت نے علوم کا بٹوارہ کر دیا۔ علم دنیا علم دین

حالاں کہ قرآن پاک کے بیان کے مطابق...... یہ علوم تھے جس کی بنا پر آدم مسجود ملائکہ ہوا۔

قرآن پاک کے بیان کے مطابق...... تخلیق عالم پر غور کی دعوت بار بار آئی ہے۔

قرآن پاک کے بیان کے مطابق...... دولت۔ اس کا استعمال۔ ہدایات موجود ہیں۔

قرآن پاک کے بیان کے مطابق...... طرزحکومت کی پوری تعلیم موجود ہے۔

رسول کریمؐ نے اور خلفاء راشدین نے عملاً کر کے دکھایا۔

اس وقت جب کہ نفس اسلام کومٹا دینے کا اعلان ہو چکا ہے۔ اغیار اپنے پروگرام پر عمل کرر ہے ہیں۔ امت آپس میں الجھی ہوئی ہے۔ رحماء بینھم کے خلاف عمل؟

(B) تاریخ نویسی کا مقصد (ا) تاریخ کا بیان یا تاریخ سازی۔

اقتصادی اصلاحات...... غربت کم کرنا؟ یا خواص کو خاندانوں کو دولت سمیٹ لینے کا موقع دینا۔

تعلیم (ا) عام تعلیم کے ذریعہ پوشیدہ فطری صلاحیت کو ابھارنا؟ یا نظام تعلیم حصول تعلیم گراں ترین۔ محدود چند خاندان کو دائمی حکومت کا موقع دینا نصاب تعلیم ...... کے ذریعہ قربانی، محبت کا جذبہ پیدا کرنا۔ نمونہ کا انسان پیدا کرنا۔ یا نفرت، جنگ، دشمنی پیدا کرنا۔

(C) گذرے ستاروں کا ماتم کب تک؟ ماتم تاریخ میں، ماتم سرگذشت میں، ماتم اشعار میں۔

ماتم نوبت کیوں آتی ہے۔

(D) تاریخ ہند سے متعلق: (ا) مسلم آمد سے پہلے اس ذیلی براعظم کا نام کیا تھا؟

(۲) کتنے ممالک تھے؟ (۳) کب کب تھے؟

(۴) اس برصغیر کو ایک ملک کس نے بنایا؟

(۵) ایک ملک بنانے والے پر تقسیم کا الزام تاریخ کی روشنی میں۔

(٦) آپ کے خیال میں برصغیر کی کتنی تقسیم اور ہو گی؟

جنگ اور زنگ

جنگ — (حَرب، War)

تعریف — قبضہ کے لئے لڑائی، مُسلحہ ہوکر (Armed Fight)

قبضہ کس پر؟ — زر۔ زمین۔ زن پر (قدیم ترین کہاوت)

دنیا کی قدیم تواریخ (History) دیکھیں۔ ہر خطۂ ارض میں یہی ہوتا رہا ہے۔ ہر طاقت نے کمزور پر قبضہ کیا۔ قبضہ کے لئے اسباب پیدا کئے گئے۔ بہانے تراشے گئے۔

مثلاً عراق (دورِ حاضر)۔ قارئین کرام سے التماس ہے (بشرط تواریخ کے مطالعہ کا ذوق ہے) تاریخِ مللِ قدیمہ کی جلدیں از عبدالماجد دریابادی مطالعہ کریں۔

مذکورہ بالا جلدیں عبدالماجد دریابادی کے اسلام میں داخلہ کے قبل کی ہیں۔

تھوڑی وضاحت کی ضرورت ہے۔ غلط فہمی دُور ہو۔

علامہ اقبالؒ کا مصرعہ۔ نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں

حضرت سعدی کا مصرعہ۔ صُحبت ہم نشیں دَر من اثر کرد

یعنی حضرت اشرف علیؒ کی صحبت اور ہم نشینی۔

نتیجۂ صحبت — ''تفسیر ماجدی'' بہ زبان اُردو۔

''تفسیر ماجدی'' بہ زبان انگریزی۔

مضمون کی سرخی ہے جنگ تو بات کریں جنگ کی — دورِ حاضر میں لڑی جاتی ہے۔

(۱) زمین پر

(۲) فضا میں

(۳) پانی کے اندر

(۱) زمین پر جنگ میں بم، ٹینک، خودکار رائفلیں، دیگر بہت سارے ہتھیار۔

(۲) فضا میں جنگ — جنگی ہوائی جہاز، مختلف قسم کی گیس۔

(۳) پانی میں جنگ — آب دُوز جہاز (Sub Marine) تفصیل ممکن نہیں چونکہ واقفیت ہی نہیں۔ مختصر ترین تذکرہ ہوا اسلحہ سے جنگ کا۔

اب سرخی زنگ (Rust) کے تحت بیان

تعریف: ❁ اعصابی جنگ   اِس جنگ کا میدان ❁ دماغ

❁ سرد جنگ ❁ دِل

اِس جنگ کا مقصد ❁ سوچ ،فکر، ذہنی کا رُخ بدلنا

❁ عقیدہ بدلنا

❁ اعمال بدلنا

❁ نیا اِنسان پیدا کرنا

اس مخصوص قسم کی جنگ کے اسلحے کی اقسام

ذرائع ابلاغ (Media)

(۱) اِخبار، (۲) رسالے، (۳) کتب، (۴) فلمیں، (۵) جلسے۔سیمینارس۔

(۶) دولت کی طاقت سے افراد۔اداروں کی خرید و فروخت، (۷) دیگر ذرائع جو فسادی ذہن حسبِ ضرورت پیدا کرتے رہیں۔

اس تمہید کے بعد بات واضح کرنے کے لئے سرِ دست صرف ایک موضوع۔

مثلاً۔''حقوق انسانی'' (۱) مرد کے حقوق (۲) عورت کے حقوق (۳) بچوں کے حقوق، (۴) بوڑھوں کے حقوق (۵) غریب نادار کے حقوق (۶) بیمار کے حقوق (۷) غیر تعلیم والوں کے حقوق (۸) پڑوس کے حقوق (۹) مسافر کے حقوق۔

اس غیر مکمل فہرست سے ''عورتوں کے حقوق'' کی بات ہوگی۔اس سرخی کے تحت ''غیر مسلم عورتوں'' پر اظہار رائے کی اہلیت ہم میں بالکل نہیں ہے۔ یہ واقفیت سب کو ہے پنڈت نہرو نے ''ہندو کوڈ بل'' کا قانون اپنی وزاۃ عظمی کے دورنافذ کیا ہمارا مقصد تحریر محدود ہے کہ اعصابی جنگ یا سرد جنگ، مسلم عورتوں سے متعلق، کن، کن اشکال میں جاری ہیں۔ ہمارا جائزہ یہ ہے کہ زیرزمین تنظیمیں ہیں۔اِن تنظیموں کا مشترک مقصد ہے۔ایسے مسلمان پیدا کرو جو دشمن اسلام ہوں۔

''دشمنِ اسلام مسلمان'' مختلف ممالک کی نیشنلیٹی (Nationality) والے۔ اِس مخصوص قسم کی جنس کی زیارت اور اُن سے واسطہ تقریباً بائس (۲۲) سال رہا۔ دوران نوکری سعودی عرب۔ ہندوستان میں یہ جنس بہت پوشیدہ نہیں ہے۔سکندر بخت، عباس نقوی، اِس جنس کے روشن ستارے ہیں۔کم روشن ستاروں کی تعداد گنی نہیں جاسکتی۔موضوع ہے''دین دار مسلم عورت'' اِس طبقہ کو کس طرح ''غلط فہمی'' میں مبتلا کیا جاسکتا ہے تاکہ یہ گروہ اپنے ''حقوق''، ''ذمہ داری''، ''فرائض'' سے غافل ہوجائے۔

❁ مذکورہ بالا غرض کے حصول کے لئے

آئندہ کے صفحات کا مطالعہ کریں۔

راستہ سے ہٹاتا (De-Track) اِس مہم کی چند مثال

''دین دار'' مسلم عورت کو دین داری کی طرزِ زندگی سے علیحدہ کرنے کی کوشش کے وسیلوں کا مختصر جائزہ۔

(۱) اس سرخی کے تحت بات شروع ہوگی ذاتی تجربہ یا واقعہ سے۔

باتٓ قدیم ہے یعنی تقریباً چالیس (40) سال قبل، بٹی نے میٹرک کا امتحان دیا تھا۔ شہر دربھنگہ کے ایک مولانا صاحب جو ایک معروف عالم کے صاحب زادہ تھے، نے سوال کیا میٹرک امتحان کس غرض سے۔ جواب تھا، صرف تعلیم نوکری نہیں۔ مولانا مذکور نے فرمایا۔ تعلیم پا کر لڑکیاں خط و کتابت کرتی ہیں۔ شدید تعجب کے سوا ہمارے پاس جواب نہیں تھا۔ جب کہ صحابیات۔ رسول ﷺ میں تعلیم تھی (سوانح صحابیات کا مطالعہ سودمند ہوگا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا، کیا! نام کافی ہوگا۔

قارئین کرام اس واقعہ کا تذکرہ محض اس لئے آیا کہ زوال زدہ اُمت کے علماء کی فکر کا نمونہ پیش ہو۔

(۲) زیرِ زمین تنظیموں کا مقصد مسلم لڑکیاں کو، عورتوں کو، مردوں کو، دین اسلام کی ہدایت سے منحرف کردیں۔ طریق کار کا جائزہ لیں۔

- نام مصنف فرضی۔ (اس نام کا وجود نہیں)
- تنظیم فرضی۔ (اس نام کا وجود نہیں)

اِن کی طرف سے دینی لٹریچر شائع ہوتا ہے۔ قرآن کے حوالے دیکر غلط مطلب بیان ہوتا ہے۔ وضع شدہ احادیث کا انبار پیش ہوتا ہے۔ اس کے لٹریچر کا مطالعہ کرنے والا شک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اخر میں اپنے دین سے بیزار۔

- قارئین کرام ـــــ اب الزام کا باب ختم۔
- وقت ہے ـــــ اپنے دامن میں جھانکیں۔
- سوئی ہوئی اُمت کا دامن تارتار ہے۔
- جگی ہوئی اُمتیں ہمارے تارتار دامن میں شر وفساد کے جھندے نصب کرتی رہتی ہیں۔

اپنا جائزہ

(۱) مسلم آبادی میں تعلیم کا فیصد کیا ہے؟

(۲) مسلم آبادی میں صرف کلمہ شہادت فیصد کتنے جانتے ہیں؟

(۳) مسلم آبادی میں نماز پڑھنا فیصد کتنے کو آتا ہے؟

(۴) مسلم آبادی میں روزہ دار فیصد کتنے ہوتے ہیں؟

(۵) مسلم آبادی میں نشہ باز فیصد کتنے ہیں؟

(۶) مسلم آبادی میں رزق کمانے کے ممنوع ذرائع پر کتنے فیصد کا عمل ہے؟

(۷) مسلم آبادی میں زنا کا پیشہ۔ مسلم طوائفیں، فیصد تعداد بتا سکتے ہیں؟

(۸) مسلم آبادی میں اس پیشہ سے نجات دلانے کے لئے دین داروں نے کیا اقدام کئے ہیں۔

(۹) مسلم آبادی میں تعلیم یافتہ طبقہ ـــــ ان کی سیاست مُلکی، کیا کیا فروخت ہوا؟

(۱۰) مسلم آبادی میں، دین داروں کی تجارت، مسالک کا خون ریز جھگڑا، مساجد کا بٹوارہ، مساجد مار دھار، قتل و غارت کی جگہ۔ اللہ رب العالمین کو سجدہ بشکل نماز جماعت ـــــ اب کہاں ادا کی جائے؟؟؟

(۱۱) **دیگر بیماریوں کی صرف گنتی** ـــــ (۱) قوم پرستی۔ National-ism

(۲) علاقہ پرستی۔ Regional-ism

(۳) لادینیت۔ Secular-ism

(۴) نسلی عصبیت۔ Racial-ism

(۵) تمدنی عصبیت۔ Culture-ism

(۶) ذات پات کے جھگڑے۔ Wthien-ism

(۷) رنگ کا جھگڑا۔ Color-ism

(کالا۔ گورا۔ پیلا)

توجہ دیں

❁ لادینیت ۔ Secularism پر

صبح وشام بدلتی ہوئی تعریف۔ ہر فرد من مانی تعریف بیان کرتا ہے۔ ہر تنظیم من مانی تعریف۔ اپنے مقصد کے حصول کے لئے تعریف بدلتی رہتی ہے۔ دستور ہند (۱۹۴۷ء) میں اس اصطلاح کی جو

تعریف کی گئی اُس کا مطالعہ کریں اور موجودہ دور میں ـــــ دونوں کا تقابلی جائزہ دیں۔

❁ تمدن۔ Culture-ism

تمدنی۔

اِس اصطلاح کا معنی، مطلب، بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً تمدنی برتری کے مظاہرے میں تحریری جنگ۔ معاشی جنگ۔ اسلحہ کی جنگ۔ ممالک کی سرحدیں تمدنی اصول کے تحت مقرر کی جائیں۔

(مطالعہ کریں قومی یکجہتی کونسل کا سفر)

حضرت اکبرالہ آبادی (Allahabadi) کا شعر:

چھوڑ لٹریچر اپنی ہسٹری بھول جا

کھاڈبل روٹی کلرکی کر پھول کا

حالاں کہ ہماری تاریخ اس طرح ہے۔

حالاں کہ

زوجہ صلاح الدین ایوبی، ایوبی کی موت کے بعد فوج کی کمان سنبھال لیا۔

حوالہ کتاب صلیبی فوج کو شکست ہوئی۔

پردہ۔ علامہ شاز (۳) وسط اشیاء میں ترکان خاتون۔ صوۃ الدین ملک خاتون، ساتی بلک خان۔

(۴) انڈونیشاء میں۔ تاج عالم حکمراں نور عالم حکمران خواتین۔

تاریخ ہند سے مثالیں۔ (۱) رضیہ سلطانہ (۲) چاند بی بی سلطانہ (۳) جھانسی کی رانی (۴) بیگم بھوپال (۵) دوران تحریک آزادی ہند۔ بے شمار نام ہیں۔

چند نمایاں ترین نام (۱) بی اماں (۲) سروجنی نائیڈو وغیرہ۔

دور رسالتؐ۔ میدان جنگ میں عورت، ازواج رسول اور صحابیات۔

(۱) فوج کے لئے کھانا پکانا۔ (۲) مجروح فوجی کی مرہم پٹی۔

(۳) مقتول فوجی کو جائے مقررہ پرلانا۔ (۴) میدان جنگ میں فوجی کو پانی پلانا۔

قارئین سے سوال۔ اَمن کے زمانہ میں ممالک عالم میں اسپتالوں میں مریض کی دیکھ بھال کے لئے چند سالہ کورس ہوتے ہیں۔ مثلاً ٹرینگ دی جاتی ہے۔

کیا میدان جنگ میں جانے کے لئے ''عملاً ٹرینگ'' کی ضرورت نہیں ہے؟

میدان جنگ میں شمشیرزنی کرنے والی عورتوں کا تذکرہ خیر۔

(۱) خولہ بنت...... دونوں ہاتھ میں تلوار ہوتی تھی گھوڑے پر رکاب میں پاؤں ہوتے تھے۔
(۲) نسیبہ بنت کعب۔ شریک جنگ احد۔ رسول کریمؐ کی حفاظت جب مرد صحابہ منتشر تھے۔
(۳) لیلیٰ الغفار۔ (۴) حمنہ بنت جحش جنگ احد۔
(۵) صفیہ بنت عبدالمطلب (۶) ام ضحاں بنت مسعود خیبر کی جنگ۔

صحابیات اور اُم المومنین کا حال تاریخ کی کتب میں۔ سیرہ نبویؐ۔ وغیرہ کے مطالعہ سے صورت حال واضح ہوتی ہے۔

علم کی دنیا۔ صرف ایک نام مثال کے لئے یعنی حضرت عائشہؓ۔ ص ۴۵ تا ۶۱۔ نام کتاب تذکار صحابیات۔ طالب الہاشمی۔ کا مطالعہ کرلیں۔ نوٹ: وقتِ تحریر نظر کے سامنے مذکورہ کتاب تھی ورنہ دیگر مولفین، مصنفین کی کتب بھی قابل مطالعہ ہیں۔ جس قدر مل سکے شکر خداوندی کے ساتھ مطالعہ جاری رکھیں۔ موجودہ دَور میں مسلم عورتوں کے نام تعلیمی دنیا میں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

ختم کلام۔ سے پہلے معذرت چوں کہ مضمون تشنہ ہے۔ ہر سرخی کے تحت مضمون غیر مکمل ہے سبب نا اہلی۔ طوالت ممکن نہیں۔ سرد جنگ کے نتیجہ میں جمع شدہ زنگ (Rust) کو صاف کرنے کے لئے کراسن تیل کی ضرورت ہے۔

اس کراسن تیل کا رنگ سرخ ہے۔ دنیا کے ہر علاقہ میں جہاں جہاں کی مسلم آبادی غلامی میں داخل کردی گئی تھی مثلاً یوروپ کی نشاط ثانیہ کے بعد ایشیا، افریقہ، یورپ کے چند مما لک میں حکمرانوں کی کالونیاں۔ قریب ترین تاریخ میں سلطنت عثمانیہ کا بٹوارہ۔ حصہ داروں کا انداز حکمرانی، افکار کو تبدیل کرنے کے ذرائع پوری تاریخ عالم کا جائزہ لیں۔ یقین ہے اور مطالعہ کرنے والے قارئین کو یقین دلاتا ہوں کہ سوا ظلم، فریب، کی داستان کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ ''پوشیدہ حکمرانوں'' کا ٹولہ ہے۔ اس ٹولہ کے حکم پر

(۱) لیاقت علی خاں کی موت ہوئی۔ اِن کے قاتل اکبر کو کس نے مار دیا؟
(۲) پاکستانی صدر ضیاء الحق اور امریکی سفیر برائے پاکستان کو کس نے مار دیا؟
(۳) امریکی صدر کنیڈی کا خاتمہ کیسے ہوا؟ سب کا جواب ثبوت کے ساتھ صرف یوم الحساب ہی میں ظاہر ہوگا۔

غلامی سے آزادی کی شاہ راہ پر سفر میں بے شمار غلطیاں ہوتی ہیں۔ غلطیاں ہوتی رہیں گی۔ سفر جاری رہے گا۔ پھر حق ظاہر ہوگا۔

اغلاط نامہ

صفحہ	سطر نمبر	غلط	صحیح
۶	۱۲	وہ بکس چوری ہو گیا	جس بکس میں یہ رکھا جاتا چوری ہو گیا
۶	۱۲	مسجد مذکور کا نام	اس مسجد کا نام مسجد نور ۱۹۸۷ء میں
۶	۱۳	ایات	آیات
۶	۱۴	مشتہر	مُشتہر
۶	۱۷	زبان	زبانیں
۷	۲۰	جناب قاسمی	[illegible]
۸	۱	دیوان	[illegible]
۸	۱۳	[illegible]	[illegible]
۸	۱۳	M.A. فارسی پی ایچ ڈی	ایم اے (فارسی اردو) پی ایچ ڈی
۹	۱۰	اُوصاف	اوصاف
۱۱	۱۱	مسالہ	مسئلہ
۱۲	۱	قصہ	دفتر
۱۲	آخری سطر	الیوم اکملت	الیوم اکملت لکم دینکم
۱۳	۴	روم تہ	رومتہ
۱۳	۹	زوراور	زورآور اور
۱۳	۱۰	کو	X
۱۳	۱۶	باتدہ	بایدہ
۱۳	۱۷	سمود	شمود
۱۳	۲۰	اسماعیل	اسماعیلی
۱۴	۴	قتفاء	قزاء

۱۵	۷	لوہی	لویی
۱۶	۸	–	کر
۱۶	۱۵	حادثہ	حارسہ
۱۷	۵	زومتہ	دومتہ
۱۷	۷	اسانی	انسانی
۱۷	۱۱	معاوید	معاویہ
۲۰	۸	حزرج	خزرج
۲۰	۱۰	--	میں
۲۰	۱۲	ہشتم	ہشم
۲۰	۲۱	ظرز	ضرر
۲۰	۲۲	ماموں	مامون
۲۱	۸	حفظ	حفصہ
۲۱	۱۹	--	ہے
۲۲		اخری	آخری
۲۳		مجموعہ	جماعت
۲۴	۵	--	کیا
۲۴	۸	نافعؓ	نافعاً
۲۴	۱۵	نشانات سے	نشانات ہم
۲۵	۲	میش	مشیں
۲۵	۱۷	ملکویت	ملوکیت
۲۵	۲۳	تعیشات	تعیّشات
۲۸	۱۵	خیاد	خیار
۲۸	۱۶	اندے	انڈے

۲۹	۲	جیزان	جیرزان
۲۹	۸	باجڑے	باجرے
۳۲	اخری	ڈور	دور
۳۳	,,	بخد	نجد
۳۸	۷	شرعہ	شرع
۴۴	۳	بعض	بغض
۴۶	۱۹	فن دان	فن والے
۴۶	۱۹	جعلی فن داں	جعلی فن والے
۴۶	۲۱	مشیر کاکے	مشیر کے
۴۹	۱۰	ڈور فیصل	دور فصیل
۴۹	اخری سطر	استعمال میں کرتے	استعمال کرتے
۵۰	۸	سال ہوچکی تھی	سال کی تھی
۵۱	۲	نفاظ	نفاذ
۵۳	۲	واادہ	[illegible]
۵۳	۱۳	[illegible]	[illegible]
۵۴	ـ	اسٹو	اسٹوو (Stove)
۵۴	۱۵	خاجیہ	خارجیہ
۵۷	۵	طے ہوئے	تے ہوئی
۵۷	۱۱	رکھ کراتے	رکھواتے
۵۹	۱	اُمت محمد	امت محمدیہ
۵۹	۳	تیب	[illegible]
۵۹	۱۶	انگریز قطعاً	انگریزی سے قطعاً
۶۰	۱۱	سوتج	سوچ

کے

۶۲	آخری سطر	ازواج	از دواج
۶۲	۱۴	قران	قرانی
۶۷	۸	اگے	آگئے
۶۷	۲۰	نجبنا	نُچانا
۷۸	۱	کرتا	کرنا
۷۸	۲	وسیلہ	وَسیلے
۷۸	۱۹	باآداب	بااَداب
۷۹	۹	اتقاموس	القاموس
۸۳	۱۷	انشاء	ایشیا
۸۴	۱۲	امریکہ	امریکہ کے خلاف
۸۴	۱۵	اپ کا	اپ کے
۸۶	۱۲	مکری	مکڑی
۸۶	۱۶	حواالات	حوالوں
۸۵	۱۰	لڑائی دوران نماز	لڑائی کے دوران نمازی کا
۹۰	۲	خواص کا خاندان	خواص کو خاندانوں کی دولت
۹۰	”	گذرے ستاروں	ڈوبے ستاروں
۹۰	۱۳	ماتم نوبت	ماتم کی نوبت
۹۱	۳	سلحہ	مسلح
۹۳	۱۰	تذکر	تذکرہ
۹۳	۲۱	جھندیے	جھنڈیے
۹۵	۸	--	چھور لٹریچر تو اپنی ہسٹری کو بھول جا کھا ڈبل روٹی کلرکی کر خوشی سے پھول جا